

تظہیرِ نال ، مرتبی الاولیاء اللہ

حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم حیدری بیجاپوری

مختصر سوانح حیات



مُصَنَّف

الحاج چودھری راجہ حسن صاحب

ایم۔ اے (معاشیات)؛ ایم۔ اے (اُردو و فارسی)؛ بی۔ ایڈ

قطبِ زماں، مرتی اولیا اللہ

حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم حیدری بیجاپوری

مختصر سوانح

مصنف

الحاج چودھری راجہ حسن صاحب

ایم۔ اے۔ (معاشیات)، ایم۔ اے (اُردو، فارسی) بی۔ ایڈ

غلام حسین محلہ، بیجاپور۔ ۵۸۶۱۰۴ (کرناٹک)

QASID KITAB GHAR

Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

طابع

رضا آفست پرنٹرس، آثار محل،

بیجاپور ۵۸۶۱۰۴ (کرناٹک)

جملہ حقوق بحق مصنف

2004-2005

1000

رضاء کمپوزنگ سینٹر

رضاء آفسٹ پرنٹرس

بار اول

تعداد

کمپیوٹر کمپوزنگ

طباعت

ہدیہ

ملنے کے پتے

(۱) لو سینٹ کمپیوٹر سروس اینڈ ایجوکیشن سینٹر

غلام حسین محلہ، بیجاپور۔ ۵۸۶۱۰۴ (کرناتک)

فون : 08352-240050

(۲) رضاء آفسٹ پرنٹرس

آثار محلہ، بیجاپور۔ ۵۸۶۱۰۴ (کرناتک)

فون : 08352-256662

(۳) الحاج جلال الدین مولا بخش

مکان نمبر ۵۳۶، گلی حکیم جی والا، چوڑی والان،

نزد جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار
۳۵	سگر (عین آباد) میں قیام	۱۸	۴	انتساب	۱
۳۶	شہر بیجاپور آپ کی آمد	۱۹	۵	حمد	۲
۳۶	بیعت و خلافت	۲۰	۶	حمد	۳
۳۷	دہلی سے دولت آباد منتقلی	۲۱	۷	نعت شریف	۴
۳۹	حضرت گنج العلومؒ کے ازواج	۲۲	۸	نعت شریف	۵
۴۰	حضرت گنج العلومؒ کی اولاد	۲۳	۹	منقبت	۶
۴۳	حضرت گنج العلومؒ کے لمبی عمر	۲۴	۱۰	پیش لفظ	۷
	پانے والے پھول کے نام	۱۲		تبصرہ	۸
۴۴	حضرت شیخ جُنید ثانیؒ بیجاپوری	۲۵	۱۵	رائے گرامی	۹
۴۴	حضرت علاؤ الدین علی ابوالحسن	۲۶	۱۹	تاثرات	۱۰
۴۶	حضرت شرف الدین	۲۷	۲۲	تقریظ	۱۱
	حسن ابوالغوث	۲۳		عرض مصنف	۱۲
۴۶	حضرت کے شاگرد اور خلفاء	۲۸	۲۷	حضرت شیخ عین الدین گنج	۱۳
۵۲	حضرت کے تصانیف	۲۹		العلوم جُنیدی بیجاپوری	
۵۶	حضرت کے کشف و کرمات	۳۰	۲۸	حضرت گنج العلومؒ کی پیدائش	۱۴
۶۰	حضرت گنج العلومؒ کی وفات	۳۱	۳۰	نسب نامہ حضرت گنج العلومؒ	۱۵
۶۳	حضرت کا عرس شریف	۳۲	۳۱	تعلیم و تربیت	۱۶
۶۴	حضرت سید احمد قادری	۳۳	۳۲	بہمنی سلاطین گلبرگہ	۱۷
	برقعہ پوش رحمۃ اللہ علیہ			کی تاج پوشی اور حضرت	
۶۵	حضرت شیخ بڑے جُنیدیؒ	۳۴		سے ان کی عقیدت	

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انتساب

میں اپنی اس تصنیف کو اپنے خُسر محترم مرحوم عالی جناب غلام نبی ابن مخدوم صاحب بالسنگ (بالسنگ اُستاد) جن کی محبت و رہنمائی نے مجھے اپنے قدموں پر کھڑا کیا اور جن کی وجہ سے میں نے ہوش کی آنکھ سے دنیا دیکھی۔

اور

میری رفیقہ حیات رضیہ بیگم صاحبہ ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ
وظیفہ یاب لیکچرار، جن کی رفاقت اور مساعی جمیلہ کا میری شخصیت سازی میں
بڑا ساتھ رہا ہے، کے نام معنون کرتا ہوں

چودھری راجہ حسن صاحب

ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد

عالم تمام حسنِ ازل کا ظہور ہے
ہر شے میں اُس کی ذات مقدس کا نور ہے
فَإِنَّمَا کا راز ہوا جب سے منکشف
دل میرا حسنِ یار کے جلووں کا طور ہے
رحمت سے جس کے ہم کو ملی یہ متاعِ زیست
ہر آن اُس کے فضل و کرم کا ظہور ہے
یا رب کرم ہو قوم پر، دورِ فتن میں بھی
دُنیا کا جس کو ہوش نہ دیں، کا شعور ہے
دل جب سے اُس کی یاد سے روشن ہوا ہے تاج
آرامِ جاں ہے قلب و نظر میں سرور ہے

پیرزادہ تاج عادل

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”عالمی شانتی سندیش“

بیجاپور

حمد

لکھ سکوں تیری شائستگی کہاں تاب و توان
ذرّہ خاکی کہاں اور نور کا دریا کہاں
نقش ہائے زندگی ہیں تیری عظمت کے نشان
ہر طرف تیرے کرم کا جاری ہے سیل رواں

صبح دم گلشن میں یارب عطر افشاں ہے تو ہی
ذرّے ذرّے سے عیاں بھی اور پنہاں ہے تو ہی
عاشقوں کا سوزِ دل بھی روحِ ایماں ہے تو ہی
ماہِ وانجم کے پس پردہ درخشاں ہے تو ہی

تو ہی تھا منصور کے جوشِ جنوں کا ترجمان
تو ہی تھا تبریز کے سوزِ نہاں کا رازِ دامن
تو ہی سعدیؒ کا تصوف تو ہی سرمدؒ کی زباں
تو ہی کعبے کا تقدس خالقِ کون و مکان

اس جہانِ رنگ و بو کے تو ہی کروفر میں ہے
تو ہی سجدوں کی تڑپ اور تو ہی سنگِ در میں ہے
تو ہی سوزِ گل میں پنہاں تو ہی بحرِ ویر میں ہے
اور ثارِ بے نوا کے بھی دلِ مضطر میں ہے

نثار شرکوٹی

نعت شریف

تو حقیقت ہے حقیقت کا یہ نقشہ تیرا
دونوں عالم میں ہے موجود سراپا تیرا
چشمِ توحید میں پوشیدہ کرشمہ تیرا
ذره ذرہ سے عیاں ہوتا ہے جلوہ تیرا
تیرے ہی وجہ سے چلتی ہے زمانے کی نفس
تیرے ہی نور سے روشن ہے نظارہ تیرا
حق شناس اور بھی مل جاتے ہیں اکثر مجھکو
کوئی ملتا نہیں دُنیا میں شنا سا تیرا
ایک ڈوبا ہوا سورج بھی پلٹ کر آیا
ایک انگلی سے ہوا تھا وہ اشارہ تیرا
تیری خوشبو کے تصور سے ہے دانش سرشار
مشک و عنبر سے بھی بڑھ کر ہے پسینہ تیرا

اقبال دانش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

منقبت

علم و عرفاں کا جہاں ہیں حضرت گنج العلوم
دین حق کے پاسباں ہیں حضرت گنج العلوم
ہر گھڑی رہتا ہے رب سے آپ کو لاز و نیاز
ایسے حق کے رازداں ہیں حضرت گنج العلوم
خود سے فانی حق سے باقی ذات اقدس آپ کی
رب کا عشق جاوداں ہیں حضرت گنج العلوم
جن کی تعلیمات سے قلب و نظر روشن ہوئے
سر حق کے ترجمان ہیں حضرت گنج العلوم
آج بھی ہے فیضِ باطن تاج جاری آپ کا
طالبوں کے قلب و جاں ہیں حضرت گنج العلوم

پیرزادہ تاج عادل

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”عالمی شانتی سندیش“

بجاپور

نعت

تو لاج رکھنا اے میرے مولیٰ، نبی کی نعت و ثنا کی خاطر
قلم نے میرے سنبھل کے لکھا، نبی کی نعت و ثنا کی خاطر

یہ پھول پتے ، فلک پہ تارے ، شجر حجر یہ گھٹا فضائیں
”بنا ہوا ہے اک ایک ذرہ نبی کی نعت و ثنا کی خاطر“

ہوورد میری زباں پہ ہر دم ، جو نام نام محمدی ہے
یہی عبادت یہی اثاثہ ، نبی کی نعت و ثنا کی خاطر

وہ رات معراج کی تھی جاتم ، بلایا عرش بریں پہ رب نے
دکھایا اپنا حسین جلوہ ، نبی کی نعت و ثنا کی خاطر

عبدالغفار جاتم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

الحاج جناب چودھری راجہ حسن صاحب کی شخصیت بجاپور کی تعلیمی و تدریسی دُنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ اپنی ذاتی قابلیت اور محنت شاقہ کی بدولت مدرس کی حیثیت سے ترقی کرتے ہوئے کالج کے کار گزار پرنسپل کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ تعلیمی میدان میں اپنی خدمات کو محسن و خوبی سر انجام دے کر انجمن اسلام، بجاپور کے زیر نگرانی چلنے والے پی۔ یو کالج سے ریٹائرڈ ہوئے۔ اس دوران مطالعہ کتب آپ کا محبوب مشغلہ رہا۔ ہر موضوع کے کتب آپ کے زیر مطالعہ رہیں۔ اس طرح بہترین کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ آپ کے یہاں جمع ہو گیا۔ عالی جناب مرحوم غلام نبی بالنگ استاد صاحب کے کتابوں سے بھی آپ استفادہ کرتے رہے۔ بالنگ استاد اپنے زمانے کے ایک محقق، دانشور سیاست داں اور بہترین اُستاد و شاعر تھے اور خوش قسمتی سے آپ کے حُسر محترم بھی ہوتے ہیں۔ جناب الحاج چودھری راجہ حسن صاحب کے کتب خانہ میں ہر موضوع پر کتابیں جمع ہیں۔ قدیم کتابوں کا اچھا خاصہ ذخیرہ بھی آپ کے پاس موجود ہے۔ اس نایاب ذخیرہ میں سے آپ نے اپنی تحقیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ایک کتاب حضرت عین الدین گنج العلوم رحمۃ اللہ علیہ پر ترتیب دی ہے۔

حضرت گنج العلوم سلسلہ جُنیدیہ کے ایک معروف بزرگ ہیں۔

حضرت کے حالات زندگی کا کہیں بھی سلسلہ وار تذکرہ موجود نہیں تھا۔ آپ نے بڑی جستجو اور محنت سے حضرت کے حالات زندگی کو نایاب و مستند کتابوں سے جمع کر کے اُسے بہترین انداز میں ترتیب دے کر ایک کتابی صورت میں پیش کیا ہے۔ آپ کا یہ کارنامہ قابل ستائش ہے۔ یہ کتاب اولیائے بجاپور کی تاریخ میں ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ جسے اہل علم اور اہل ذوق حضرات یقیناً پسند کی نظر سے دیکھیں گے اور اس سے استفادہ حاصل کریں گے۔

اللہ رب العزت کی جناب میں دعا ہے کہ آپ اسی طرح اپنے تحقیقی کارناموں سے قوم و ادب کی خدمت سر انجام دیتے رہیں۔ آمین!

پیر زادہ تاج عادل

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”عالمی شانتی سندیش“

بجاپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَبَصُّر

جناب الحاج چودھری راجہ حسن صاحب میرے ہم مکتب، میرے دوست اور میرے رفقاء کار میں سے ہیں۔ محنتی اور جفاکش طالب علمی کے زمانے سے رہے ہیں۔ آپ نے انجمن ہائی سکول، بجاپور سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور وجے کالج، بجاپور سے بی۔ اے اور کرناٹک یونیورسٹی سے بی۔ ایڈ۔ شیواجی یونیورسٹی سے معاشیات میں ایم۔ اے اور اُسی یونیورسٹی سے اُردو و فارسی میں بھی ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔

آپ کا پیشہ درس و تدریس رہا ہے۔ درس و تدریس کے خدمات انجمن پی۔ یو۔ کالج سے وابستہ رہیں۔ 1995ء میں حسن خدمت سے سبکدوش ہوئے۔

آپ کا خاندان ہمہ آفتاب اور ہمہ مہتاب ہے۔ تمام افراد خاندان اعلیٰ تعلیم کے زیور سے آراستہ ہیں۔

جناب الحاج چودھری صاحب کو مطالعہ کا شوق طالب علمی کے زمانے سے رہا ہے۔ ادبی اور تاریخی کتابوں میں آپ کا مطالعہ عمیق ہے۔ آپ کو صوفیائے کرام، اولیاء عظام اور بزرگان دین سے دلی عقیدت اور محبت ہے۔ آئے دن ان کے حالات زندگی، تعلیمات، معمولات، ارشادات و اقوال کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔

بزرگان دین اور اولیائے کرام ہر زمانے میں مذہب اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے عرب و عجم، ایران و افغانستان سے ہوتے ہوئے ہندوستان آئے۔ یہاں کے باشندوں کی زبان سیکھی۔ انہی کی زبان میں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی۔ یہاں کے باشندوں کو لاکھوں کی تعداد میں مسلمان بنایا۔ کفر و شرک کو مٹایا۔ دین حق کی تعلیم دی۔

شہر بجاپور اولیاء کرام اور بزرگان دین کا مسکن و معدن رہا ہے۔ بہسنی اور عادلشاہی دور حکومت میں اولیائے کرام اور بزرگان دین اس سر زمین کو اپنی خدمات و ارشادات سے فیضیاب کرتے رہے۔ انہی میں سے بہسنی دور حکومت میں ایک بزرگ حضرت عین الدین گنج العلوم جو دہلی سے دولت آباد و سگر سے ہوتے ہوئے بجاپور تشریف لائے۔ دولت آباد میں آپ نے حضرت سید خوند میر علاء الدین حسینیؒ جیوری قدس سرۃ العزیز کے دست مبارک پر بیعت کی۔ ایک زمانہ تک ان کی صحبتوں میں رہ کر خلافت بھی حاصل کی۔ آپ نے اپنی تعلیمات و ارشادات کے ذریعے دین حق کی اشاعت کی اور ہزاروں ہندگان خدا کو مذہب اسلام میں داخل کیا۔ آپ نے 132 کتابیں تصنیف کی۔

آپ کا مزار شریف انجمن ہائی اسکول کے روبرو منگولی شاہراہ پر واقع ہے۔ جس پر ایک بڑا گنبد ہے۔ اس گنبد کو خواجہ جہاں محمود گواں گیلانی جو سلاطین بہسنی کا وزیر عظم تھا، تعمیر کروایا۔ حضرت کے آستانہ پر زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ صبح و شام لوگ جوق در جوق آتے ہیں۔ اور فیض حاصل کرتے ہیں۔ آپ کو ”گنج العلوم، شیخ عالم مخدوم“ کے خطابات سے نوازا گیا۔ آپ اپنے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رائے گرامی

از: حضرت مولانا صوفی سید شاہ مختار احمد قادری چشتی الملتانی

کامل جامعہ نظامیہ، جانشین سجادہ نشین و متولی، آستانہ عالیہ حضرت سید شاہ عبدالرزاق قادری الملتانی المعروف تل پری تانے شاہ،

ادھونی، ضلع کرنول (اے۔ پی)

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على
سيد الانبياء والمرسلين اما بعد قال الله تعالى في كلامه المجيد
اهدنا الصراط المستقيم ○ صراط الذين انعمت عليهم ○ من
النبين والصديقين والشهداء والصالحين اولئك حسن رفيقا ○

سرزمین دکن علمائے ذی احتشام و مشائخ عظام کی وجہ سے مرکز علم و
عرفان کہلاتی ہے۔ اس خصوصیت کے لحاظ سے اہل دکن جتنا فخر کریں کم ہی
ہے۔ جو لوگ قرب خداوندی کی منزلوں کو پا کر جو جو ہرے پارے بکھیرے ہیں
ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ہر کام تحریر ہو یا تقریر، تصنیف ہو یا تالیف،
درس ہو کہ تدریس، وعظ ہو کہ نصیحت، ذکر ہو کہ فکر خالص اللہ و رسول کی
رضاء جوئی کے لئے ہے۔ جس دن کو خداوندے قدوس نے جاری کیا اور اُس کی
تکمیل خاتم النبیین پر فرمائی۔ اور اس بارگراں کو اولیائے امت کے سپرد کیا
گیا جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے العلماء ورثة الانبياء اس حدیث پاک کے
تحت انہیں چند بزرگوں میں سے ایک عظیم قد آور شخصیت جو ہر اعتبار سے جو ہر

زمانہ کے قطبِ وقت رہے ہیں۔ آپ کے بے شمار مرید اور خلفاء تھے۔

اولیاء اللہ کے تعلق سے اب تک جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں
زیادہ تر کشف و کرامات کا ذکر ملتا ہے۔ الحان چودھری صاحب نے کئی کتابوں کا
مطالعہ کیا ہے۔ ان کتب میں آپ کو حضرت عین الدین گنج العلوم کے تفصیلی
حالات دستیاب نہیں ہوئے۔ موصوف چودھری صاحب کو خیال ہوا کہ
حضرت عین الدین گنج العلوم کے حالات زندگی کو تفصیل سے قلمبند کیا جائے۔
چنانچہ انہوں نے حضرت عین الدین گنج العلوم پر متعدد قلمی اور مطبوعہ کتابوں
سے کافی مواد جمع کر کے کتابی صورت میں پیش کیا ہے۔ اس میں حضرت کے
معمولات، ارشادات اور اقوال کا ذکر نہیں ملتا۔ یہ ایک تحقیقی کام ہے۔ جسے آپ
نے محسن و خونی انجام دینے کی کوشش کی ہے۔ دراصل اس مقالہ کے مسودہ
کو موصوف چودھری صاحب نے تبصرہ کرنے کے لئے مجھے پیش کیا تھا۔ میں
نے اسے مختصر مگر جامع پایا۔ میری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کارِ لائقہ
پر جزائے خیر عطاء فرمائے آمین!

خیر اندیش :

سید محمد اقبال پاشاہ جاگیر دار (اقبال دانش)

ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ

وظیفہ یاب پرنسپل،

انجمن پی۔ یو۔ کالج، بجاپور

فن میں نمایاں مقام رکھتی ہے وہ ذاتِ گرامی علامہ زماں ، قطبِ دوراں رینس القلم، شیخ الشیوخ حضرت شیخ عین الدین گنج العلومؒ کی ذاتِ بابرکت ہے۔ جنہوں نے اپنے مقامِ منتقر دہلی کو خیر آباد کہتے ہوئے دکن کی جانب کوچ کیا۔ دہلی سے دولت آباد، گلبرگہ اور سگر ہوتے ہوئے بجاپور پہنچے۔ اس دوران آپ نے اس منشاءِ الہی کو تکمیل کرنے کی کوشش کی جس کو خداوندے قدوس نے آپ کے مقدر میں رکھا تھا۔ آپ نے ہزاروں لوگوں کو دینِ اسلام میں شامل کیا۔ ظلمت کو مٹایا، نور وحدت کو عام کیا اور پرچم وحدانیت کو بلند کیا۔ ایسی ذات والا صفات پر جب کہ سات سو سالہ عرصہ مدید گزر چکا ہے اور آپ پر کئی قلم کاروں نے تحقیق کرنے کی کوشش کی۔ گاہے ماہے علمی و ادبی سیماروں میں دوسرے اکابرین کے تذکروں کے ساتھ ساتھ آپ کا شمار صفِ اول کے نثر نگاروں میں کیا جاتا ہے۔

عالی جناب الحاج چودھری راجہ حسن صاحب آپؒ کے متعلق ایک قلمی مسودہ مجھ ناچیز کو پیش کیا تو میں نے اس مسودہ کو حرف بہ حرف بغور مطالعہ کیا ہے اس میں فاضل مصنف نے حضرت گنج العلومؒ کے تمام حالات پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس میں آپؒ نے واضح کیا ہے کہ چار شاہانِ بہسنی کی تاج پوشی حضرت گنج العلومؒ اور حضرت سراج الدین جُنیدی گلبرگہ کی سرپرستی اور دیگر اولیاء اللہ کی موجودگی میں عمل میں آئی ہے۔ اور اس میں آپؒ نے ۱۳۲ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے جو علم کے تمام فنون تفسیر، حدیث، فقہ، منطق، فلسفہ، حکمت و طب، تاریخ، تجوید، علم بیان، علم حساب اور صرف و نحو وغیرہ میں پائی جاتی ہیں۔ جو تین زبانوں عربی، فارسی اور اردو زبانوں پر محیط ہیں۔

اس میں چند کتب معہ فنون درج ہیں۔ جناب چودھری صاحب کے علاوہ دیگر محققین نے بھی حضرت گنج العلومؒ پر تحقیق کرنے کی کوشش کی ہے جیسا کہ جناب ڈاکٹر عقیل ہاشمی صاحب، سابق صدر، شعبہ اردو، عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد نے اپنے مقالہ میں رقمطراز ہیں کہ ”دیگر مختصر مذہبی رسالوں میں باضابطہ اردو س نثر کا آغاز حضرت گیسو درازؒ سے ہوتا ہے۔ جب کہ حکیم شمس اللہ قادری صاحب نے حضرت گنج العلومؒ کے چند ایک رسائل کا تذکرہ اردوئے قدیم میں کیا ہے۔ مگر وہ هنوز دستیاب نہیں ہیں۔ اسی مقالے میں دوسرے مقام پر آپؒ تحریر فرماتے ہیں کہ پروفیسر احتشام حسین رقمطراز ہیں ”شیخ عین الدین گنج العلومؒ نے گیسو درازؒ سے قبل ہی اردو نثر میں کچھ رسالے لکھے ہیں جو نایاب ہیں“

ہر دور میں اکابرین عظام اپنے پیش رو اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے ہر کام کو مستند بنانے کی حد درجہ کوشش کرتے ہیں۔ فاضل مصنف نے اس کتاب میں ایک اور بہترین تحقیق کو انجام دیا ہے وہ یہ کہ حضرت گنج العلومؒ حضرت ہندہ نوازؒ کے اُستاد بھی ہیں۔ یہ بات فاضل مصنف نے اپنی زبانی نہیں لکھی بلکہ آپؒ نے یہ بات تاریخ کو تاریخ کے آئینہ میں بہترین طریقہ سے تطبیق دے کر قلم بند کیا ہے۔ جس کو اعلیٰ حضرت ابراہیم زبیریؒ نے اپنی کتاب روضۃ الاولیاء بجاپور میں ذکر کیا ہے۔

اور فاضل مصنف نے حضرت گنج العلومؒ کے سفر و حضر، فکر و نظر کو اجاگر کرنے کی سعی یکم کی ہے۔ اور ساتھ ہی باریک بینی سے ہر عنوان پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے سن بھری و عیسوی پر گہری نگاہ گامزن کی ہے جو

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تاثرات

از: حضرت مولانا محمد مصباح الدین قادری نقشبندی مجددی

کامل جامعہ نظامیہ حیدرآباد و ایم۔ اے (اُردو)،

سابق معلم درالعلوم دینیہ بارگاہِ ہندہ نواز گلبرگہ، (مقیم گولکنڈہ، حیدرآباد)

الحمد لله الذي هدانا الى طريق اهل السنة والجماعة بفضلہ العظیم

والصلوة والسلام على رسوله محمد ن الذي كان على خلق عظیم

وعلى آله وصحبه الذين اهتدوا الى صراط مستقیم اما بعد

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسانیت کی رشد و ہدایت کے لئے انبیاء و رسل

علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ اور حضور ختمی مرتبت خاتم النبیین حضرت

محمد رسول اللہ ﷺ پر سلسلہ رسالت و نبوت کو ختم فرمادیا۔ لہذا اس کے بعد اس

نبوی منصب جلیل کی ذمہ داری اولیاء اللہ و علماء کرام پر عائد کی گئی جیسا کہ

حدیث شریف ہے "العلماء ورثة الانبياء" ترجمہ: علمائے کرام انبیاء علیہم

السلام کے وارث و جانشین ہیں۔

چنانچہ دنیائے انسانیت خصوصاً سرزمین ہندوستان میں اولیاء اللہ و

علمائے کرام نے وہ دینی، علمی، مذہبی و اخلاقی خدمات کے ساتھ ساتھ محبت

مروت اور رواداری کے ایسے نقوش چھوڑے کہ جن کی بدولت دین اسلام

مستقبل میں کے لئے ایک تاریخی دستاویز ثابت ہوگا۔

درحقیقت فاضل مصنف نے اُس کام کو انجام دینے کی کوشش کی ہے

جن تصانیف کو حضرت گنج العلومؒ نے تصنیف کیا تھا۔

مگر افسوس کہ آپ کی ۳۲ کتابوں میں ایک بھی دستیاب نہیں ہے، جو

حوادثِ زمانہ کی نذر ہو گئیں۔ مگر فاضل مصنف نے جو قدم اٹھایا ہے اُس سے یہ

ضرور معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دل میں ایک عظیم عزم لئے ہوئے ہیں جس کی

بدولت آپ کو ایسی تصنیف پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی جس کو دیکھ کر

ناظرین مبہوت رہ جائیں گے کیونکہ حضرت گنج العلومؒ نے جن علوم و فنون پر

قلم اٹھایا ہے اُن فنون و اسمائے کتب کے پڑھنے سے ہی آپ کے تجر علمی کا پتہ چلتا

ہے۔ ویسے بھی اُس دور سے آج تک خلق کی زبان پر گنج العلومؒ ہی زبان زد ہے۔

اس لئے یہ بات صادق آتی ہے کہ زبانِ خلق نقارہٴ خدا ہوتی ہے۔

میں فاضل مصنف کو اُن کی اس کاوش پر دل کی گہرائیوں سے

مبارکبادی پیش کرتا ہوں کہ یہ اہم خدمت اُن کے مقدر میں تھی۔ اللہ رب

العزت کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ فاضل مصنف کے قلم سے ادنیٰ شے

پاروں کو مزید جلاء ملے۔ آمین!

خیر اندیش

نقشہ

حضرت مولانا صوفی سید شاہ مختار احمد قادری چشتی الملتانی

کامل جامعہ نظامیہ،

ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل گیا ہے۔ انہی بزرگوں میں حضرت قطب زماں شیخ عین الدین گنج العلوم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات بھی ہے جنہوں نے اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ عبادتِ الہی، خدمتِ خلق، اشاعتِ علوم و فنون اور تبلیغِ اسلام کے لئے صرف کردی۔

اور حضرت گنج العلومؒ کی علمی، دینی، تصنیفی و تالیفی خدمات کی ضیاء پاشیوں و کرنوں نے ایک زمانہ دراز تک دنیائے ظلمات و تاریکیوں کو علمی تابناکیوں و اخلاقی رونقوں و مذہبی انوار میں تبدیل کرتی رہیں۔ تصنیفِ ہذا سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کثیر التصانیف بزرگ ہیں اور آپ کی تصانیف علوم کے تمام فنون کا احاطہ کی ہوئی ہیں۔ الغرض آپ کی ذات و لاصفات کی شان میں کچھ تقریری و تحریری جنبش کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہوگا۔ قابلِ صد مبارک باد ہیں عالی جناب محترم المقام الحاج چودھری راجہ حسن صاحب کہ جنہوں نے حضرت قبلہؒ کی سوانحِ حیات کو خصوصاً آپؒ کے مخفی گوشوں کو اجاگر کرنے کی تقریباً کامیاب سعی فرمائی جو کہ زمانہ کے بعد کی وجہ سے نسیا منیا ہو چکے تھے ان کو نئے طرز اور دلنشین انداز میں پیش کر کے محترم مصنف نے ایک بڑے خلاء کو پُر کر دیا۔ انشاء اللہ العزیز مصنف محترم کی سعی مشکور اور عمل مبرور متصور ہوگا۔

محترم مصنف راجہ حسن صاحب محتاجِ تعارف نہیں ہیں آپ نہ صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں بلکہ آپ کے تمام افرادِ خاندان بھی اعلیٰ تعلیم کے زیور سے مزین ہیں۔ آپ نے درس و تدریس کے ذریعہ ہزاروں طلباء و طالبات کو زیور

علم سے مزین و محلیٰ فرمادیا۔ بلکہ یوں کہا جائے تو مبالغہ آرائی متصور نہ ہوگی کہ آپ کی تراش سے کئی پتھر درِ نایاب ہو چکے ہیں۔ عرصہ دراز سے آپ کی انہیں علمی خدمات کے بناء علیہ آپ شہرِ بجاپور کے اسکول و کالجس کے ٹیچرس، لکچررس، اور پروفیسرس کے استاد ہیں۔ انہیں وجوہات کی وجہ سے آپ کو استادِ الاساتذہ ہونے کا اعلیٰ شرف بھی حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو مزید علمی، تحقیقی و ادبی خدمات انجام دینے کی توفیق رفیقِ عنایت فرمائے۔ اور نعمتِ صحت و درازی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

خیر اندیش



محمد مصباح الدین قادری نقشبندی مجددی

کامل جامعہ نظامیہ حیدرآباد و ایم۔ اے (اُردو)،
سابق معلم در العلوم دینیہ بارگاہِ بندہ نواز گلبرگہ،
(مقیم گوکنڈہ، حیدرآباد)

تقریظ

میرے اُستاد محترم جناب الحاج چودھری راجہ حسن صاحب کو میں اپنی طالب علمی کے زمانے سے جانتا ہوں۔ آپ اپنے شاگردوں پر بڑے شفیق و مہربان رہے ہیں۔ حضرت عین الدین گنج العلوم رحمۃ اللہ علیہ پر آپ کا تحقیقی مقالہ کا مسودہ میری نظر سے گذرا مجھے اس بات پر بڑی مسرت ہوئی کہ آپ نے بیجاپور کے ایک معروف بزرگ کے حالات زندگی اور اُن کے ارشادات و کرامات کو بڑی ترتیب کے ساتھ کتابی صورت میں پیش کیا ہے۔ بے شک یہ کتاب تاریخ اولیائے بیجاپور میں ایک اضافہ ہوگی اور قدرداں حضرات اس کا مطالعہ کرنا ضرور پسند فرمائیں گے۔

آپ کو بزرگانِ دین سے کافی لگاؤ رہا ہے۔ آپ اکثر میرے والد قبلہ سجادہ نشین حضرت سید مرتضیٰ قادری مرحوم کی صحبتوں میں رہے ہیں۔ والد قبلہ کی ذاتی لائبریری سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اور اُن کی صحبت میں رہ کر بہت سارے بزرگانِ دین کے حالات و واقعات سے مستفید ہوئے ہیں۔

مجھے اُمید ہے کہ آئندہ بھی تحقیقی سلسلہ کو جاری رکھیں گے اور علم و اہل حضرات کو اس سے استفادہ کرنے کا موقع عنایت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا رِخیر کا اجر عطاء فرمائے۔ آمین !

سید شمس الدین محمد شاہ قاسم قادری

ٹی۔ اے۔ یل۔ یل۔ ٹی

سجادہ نشین، اقطاب گچی محل، بیجاپور

عرضِ مصنف

یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و احسان ہے کہ مجھ بندہ ناجیز کو اپنے ایک ولی کامل و مجددِ زمانا کے حالاتِ زندگی قلمبند کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔ معلم ہونے کے ناطے مجھے درس و تدریس سے کافی شغف رہا ہے۔ ہر موضوع کے کتب میرے زیرِ مطالعہ رہیں ہیں۔ میرے خُسر محترم مرحوم جناب غلام نبی ہالنگ اُستاد صاحب اپنے زمانہ کی معروف شخصیت تھے۔ آپ ایک دانشور اور مُدبر ہونے کے ساتھ ساتھ بحیثیت ایک لیڈر اور فریڈم فائٹر کے قوم کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ آپ اپنے زمانے کے اُستاد و شاعر بھی رہے ہیں۔ آپ کے ذریعہ حضرت گنج العلومؒ کے تعلق سے کافی معلومات حاصل ہوئیں ہیں۔

کچھ عرصہ قبل جب میں اپنے عہدہ سے سبکدوش ہوا اور فرصت کے لمحات ہاتھ آئے تو تصنیف و تالیف اور ادبی تحقیق کی طرف متوجہ ہوا۔ اس دوران مجھے ایک علمی شخصیت مرحوم جناب میراں احمد الدین سید شاہ مرتضیٰ قادری سجادہ نشین اقطابِ گچی محل، بیجاپور کی صحبتیں بھی نصیب ہوتی رہیں۔ آپ کی ذاتی لائبریری سے بھی مجھے کافی معلومات حاصل ہوئیں اور بہت سے اولیاء اللہ کے تذکرے میری نظر سے گذرے۔ تذکروں کے تعلق سے کسی بزرگ نے فرمایا ہے ”اولیاء اللہ کے تذکرے اور اُن کا مطالعہ گویا کہ اُن بزرگوں کی صحبتوں سے مستفید ہونے کے مترادف ہے“۔

مجھے اس بات سے بزرگوں کے تعلق سے لکھنے کی تحریک ملی۔ اس طرح میں نے حضرت عین الدین گنج العلومؒ پر تحقیقی کام شروع کیا۔ آپ جُنیدیہ سلسلہ کے ایک معروف بزرگ ہیں۔ ہمسینی دور سے پہلے ہی دکن میں اس سلسلہ کے بزرگوں کی آمد شروع ہوئی تھی۔ حضرت گنج العلومؒ، بیجاپور کے قدیم بزرگوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اصل میں بزرگانِ دین کا ہندوستان آنے کا مقصد دینِ حق کی تبلیغ و اشاعت رہا۔ یہ پاک نفوس اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے۔ اپنی گراں قدر تعلیمات، حسن اخلاق اور جذبہ محبت کے ذریعہ یہاں کفر کی تاریکی کو مٹا کر دینِ حق کی شمع کو روشن کیا۔ ان حضرات کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ ان کے ذریعے خدا نے یہاں کے باشندوں کو اسلام کی دولت سے سرفراز کیا۔ آج برصغیر میں تقریباً پچاس کروڑ مسلمان اس بات کا ثبوت ہیں۔ ہمیں اس بات پر بڑا افسوس ہوتا ہے ہم نے بزرگانِ دین کے اسوۂ حسنہ اور ان کی تعلیمات کو نظر انداز کر دیا ہے۔

آج پھر سے ہمیں ان تذکروں اور ان کی علمی و روحانی زندگی کو سامنے رکھ کر اپنے آپ کو بدلنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعاء ہوں کہ ”اللہ تعالیٰ میرے اس کام کو قبول فرمائے۔“ مجھے اُمید قوی ہے کہ قارئینِ کرام اسے ضرور پسند کریں گئے۔ اور میری حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔

میں حضرت سید شاہ مرتضیٰ قادری مرحوم اور ان کے فرزند شمس الدین محمد شاہ قاسم قادری المعروف سرکارِ پاشا سجادہ نشین درگاہ حضرت قاسم

قادری سچھی محل و گومر سی کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مواد کی فراہمی میں بے پناہ تعاون کیا۔

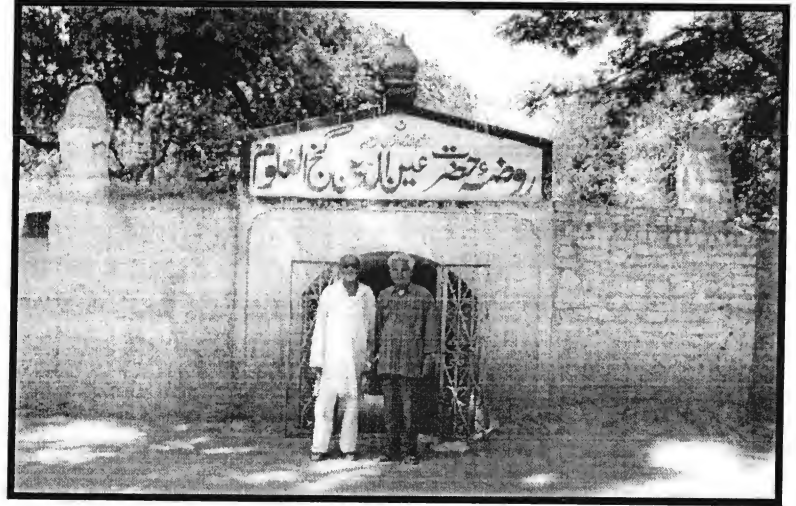
جناب پیرزادہ تاج عادل صاحب، پروفیسر سید اقبال پاشا جاگیردار صاحب، مولانا سید شاہ مختار احمد قادری چشتی الملتانی، کامل جامعہ نظامیہ حیدرآباد، جانشین سجادہ نشین و متولی، درگاہ حضرت عبدالرزاق قادریؒ الملتانی المعروف تل پری تانے شاہ ادھونی اور مولانا محمد مصباح الدین نقشبندی کامل جامعہ نظامیہ ایم۔ اے (اردو) کا مشکور ہوں جنہوں نے میرے اس مقالہ کی ترتیب و تزئین میں میری مدد فرمائی۔

جناب عبدالغفار جاتم اُماپورا ایم۔ بی۔ ایڈ (پی۔ ایچ۔ ڈی) پروفیسر رضا آفسٹ پریس اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے لئے جناب محمد علی عبدالرحمن ملا، کا مشکور ہوں جنہوں نے انتہائی کم وقت میں حسن صحت کے ساتھ نہایت دیدہ زیب کمپیوٹر کمپوزنگ و طباعت کی تکمیل کی۔

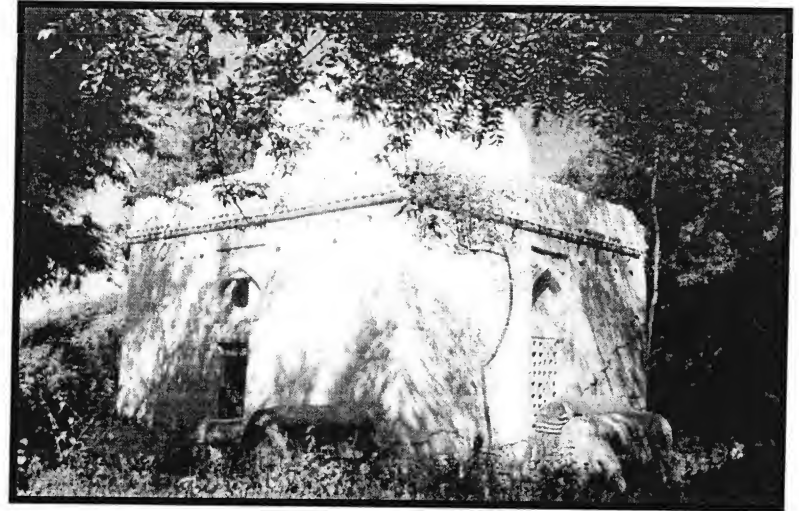
قارئینِ کرام سے گزارش کی جاتی ہے کہ اس کتاب کے مواد میں اگر کچھ کمی بیشی رہ گئی ہو اور کسی صاحب کے پاس متعلقہ مواد موجود ہو تو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں بعد تصحیح اُسے شامل اشاعت کیا جاسکے۔

چودھری راجہ حسن صاحب

ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ



صدر دروازہ روضہ حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم جُنیدیؒ



آستانہ حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم جُنیدیؒ

حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم جُنیدی بیجاپوریؒ

سلاطین، بہمنی اور سلاطین عادل شاہی کو دینی و دنیاوی علوم، تاریخ و فلسفہ، عربی و فارسی اور دیگر ہندوستانی زبانوں سے گہرا تعلق تھا۔ لہذا انہوں نے اپنے دور حکومت میں عربستان، ایران، ترکستان، عراق، شام و مصر اور دیگر مسلم ممالک سے مشہور و معروف علماء و فضلاء، شعراء و ادباء، اولیاء کرام و مشائخ عظام و غیرہ کو دعوت دی اور انہیں بڑے بڑے وظائف، عہدے، بڑی بڑی جاگیریں اور انعامات سے نواز کر اپنی حدود سلطنت میں بسایا۔ انہیں کی بدولت جنوبی ہندوستان میں اسلامی تہذیب و تمدن کا آغاز ہوا۔ انہوں نے اپنی علوم ظاہری و باطنی سے عوام و خواص، وزراء و سلاطین یوگی و جوگی کو بلا تفریق مذہب و ملت، ذات پات اور رنگ و نسل کے فیض پہنچایا۔

یہ حقیقت مسلم ہے کہ شہر دارالظفر بیجاپور میں بہمنی و عادل شاہی دور حکومت کے تقریباً (۴۰۰) چار سو سے زائد بزرگان دین و مشائخ مدفون ہیں۔ جن میں عادل شاہی دور کے سید شاہ ابوالحسن قادریؒ، سید شاہ قاسم قادریؒ، سید شاہ مصطفیٰ قادریؒ، حضرت ہاشم پیر علوی گجراتی، سید عبدالرزاق قادریؒ، سید شاہ مرتضیٰ قادریؒ، شیخ حمید قادریؒ، شیخ لطف اللہ شاہ قادریؒ، سید شاہ محمد الرحمن قادریؒ (ارکات)، سید شاہ امام الدین قادری و عبدالغفور قادریؒ، حضرت سید شاہ میراں جی شمس العشاق، سید شاہ برہان الدین جانمؒ، سید شاہ امین الدین اعلیٰؒ، وغیرہ ہیں، جن کے فیوض و برکات آج بھی

جاری و ساری ہیں۔

بجاپور کے قدیم اور بہسنی دور کے بزرگانِ دین و مشائخ میں حضرت حاجی رومیؒ، حضرت نصر الدین نصر اللہؒ، پیر معبر کھنڈلیاتؒ، حضرت میر جمناؒ، حضرت پیر بیٹھےؒ، حضرت پیر مقصودؒ، حضرت شیخ ابراہیم سنگاٹےؒ، حضرت عبداللہ الغزنی قدس سرہؒ، حضرت شیخ الشیوخ ابو العون عین الدین گنج العلوم قدس سرہؒ، حضرت پیر شیخ ضیا الدین الغزنیؒ، حضرت سید شاہ حافظ حسنی قدس سرہؒ، حضرت شیخ حمزہ حسینیؒ، حضرت شاہ حبیب اللہ کرمائیؒ، حضرت علی شہید قدس سرہؒ، وغیرہم ہیں کہ جن کے فیوض سے زائرین و معتقدین سیراب ہوتے رہے ہیں۔

لہذا حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم جنیدی رحمۃ اللہ علیہ بہسنی دور کے قدیم اولیاء میں سے ہیں۔ جن کا مزار شریف بجاپور میں زبان زد عام و خاص ہے۔

حضرت گنج العلوم کی پیدائش

آپ کی پیدائش بوقت طلوع آفتاب بروز چار شنبہ ۱۹ ربیع الاول ۱۰۶۱ھ مطابق ۱۳۰۲ء میں ہوئی۔ حضرت کی والدہ کا نام رونق الدین و صلیۃ اللہمہ خاتون بنت نصر اللہ جنیدی بن حامد مشفق تھا۔ حضرت کی پیدائش نوک نامی گاؤں میں ہوئی۔ یہ گاؤں شہر دہلی کے قریب جانب مشرق تقریباً ۳۱

کوس یعنی ۹ میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ حضرت کے والد بزرگوار شیخ شرف الدین کی ولادت باسعادت ۶ / رجب المرجب ۱۰۵۶ھ میں بمقام سامانہ ہوئی۔ یہ مقام شہر دہلی کے قریب شمالی جانب چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ حضرت کے والد شیخ شرف الدین کا انتقال شہر بڑودہ گجرات میں ہوا اور وہیں پران کا جائے دفن ہے۔

والد محترم کے وصال کے وقت حضرت گنج العلوم کی عمر ڈیڑھ سال (1 ½) اور والدہ محترمہ کے انتقال کے وقت چار (4) سال تھی۔ غرض

حضرت گنج العلوم بچپن ہی میں یتیم ویسیر ہو گئے۔ لہذا ان کی پرورش کی ذمہ داری ان کے دو بڑے بھائیوں کے کندھوں پر پڑی جن کے نام رفیع الدین محمد چندی اور معین الدین محمد جنیدی ہیں۔ حضرت گنج العلوم کے دو بھائیوں کے علاوہ دو بہنیں بھی تھیں جن کے اسماء گرامی بی بی مسعودہ اور بی بی حمیراء ہیں۔ حضرت گنج العلوم اپنے تمام بھائی، بہنوں میں سب سے چھوٹے تھے۔

حضرت کی پیدائش کے وقت دہلی میں سلطان علاؤ الدین خلجی کی حکومت تھی۔ حضرت کے والد شیخ شرف الدین جنیدی خلجی سلطنت کے ایک بہت بڑے عہدے پر فائز تھے پھر کچھ عرصے کے لئے دہلی کے قریب سامانہ محلہ کے شہر نوک کے حاکم بھی رہ چکے تھے۔



نسب نامہ حضرت گنج العلومؒ

حضرت سید محی الدین قادری بن سید محمود قادری گنجی محل صدر
چو کھنڈی بیجاپور نے اپنی کتاب ”مجموع الانساب“ میں حضرت کا نسب
نامہ حسب ذیل تحریر کیا ہے۔

- (۱) شیخ العالم مخدوم شیخ عین الدین محمد ابو العون جُنیدی
- (۲) بن شیخ شرف الدین محمد متقی بلہوی
- (۳) بن شیخ سعد الدین اسماعیل اواب جُنیدی
- (۴) بن شیخ شرف الدین ہیئت اللہ قانع
- (۵) بن امام سعد الدین اسماعیل بُتہ جُنیدی
- (۶) بن شیخ امام معین الدین محمد زاہد
- (۷) بن امام منہاج الدین ابو محمد مشہدی
- (۸) بن شیخ ظہیر الدین ابو الحسن معلی ماسرجی
- (۹) بن ابو عبد الرحمن محمد سلمہ نیشاپوری جُنیدی
- (۱۰) بن ابو سعید حُسین قریشی
- (۱۱) بن ابو الخیر اسماعیل
- (۱۲) بن ابو عمر ان مجید
- (۱۳) بن سید الطائفہ رئیس القوم ابو القاسم خواجہ جُنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
- (۱۴) بن ابو محمد عمر ان کبیر

- (۱۵) بن ابو عبد اللہ بنامی حبیب ثالث
 - (۱۶) بن ابو صفا شیبان راعی
 - (۱۷) بن ابو سلیم حبیب ثانی راعی
 - (۱۸) بن ابو حبیب سلیم کوفی (استاد امام شافعیؒ)
 - (۱۹) بن عبد الرحمن سلمہ تابعی
 - (۲۰) بن ابو عبد اللہ حبیب صحابی (معلم امام حسنؒ و امام حسینؒ)
 - (۲۱) بن ابو حبیب سلیم
 - (۲۲) بن ابو سلیم عبد اللہ
 - (۲۳) بن ابو عبد اللہ سلیم
 - (۲۴) بن عبد مناف جد کلاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ
- لہذا حضرت گنج العلوم کا سلسلہ نسب حضرت سید الطائفہ رئیس القوم
ابو القاسم خواجہ جُنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے تیرھویں پشت میں جا ملتا ہے۔
آپ کے والد بزرگوار کا نام شرف الدین بلہوی جُنیدی ہے۔

تعلیم و تربیت

چونکہ حضرت گنج العلوم بچپن ہی میں یتیم ہو گئے تھے لہذا ان کے بھائی
بہنوں نے ان کی پرورش میں کسی قسم کی کمی نہیں کی۔ چنانچہ آپ نے نو (۹)
سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ نے ۱۵ھ میں قصبہ جالور تشریف
لے گئے جہاں پر شیخ شہاب الدینؒ کی صحبت بابرکت میں رہ کر مزید قرآنی تعلیم

حاصل کی۔ دس (۱۰) سال کی عمر میں کتابت و خوش نویسی کی تعلیم حضرت سید منہاج الدین ہتیمی انصاری (حسن آباد گلبرگہ) سے بمقام کنور جو کہ شہر دہلی سے چار میل کے فاصلے پر واقع تھا، حاصل کی۔ حضرت اسماعیل کلانوری اور ان کے فرزند امام ابراہیم سے بمقام کاسانہ علم لغت سے آراستہ ہوئے اور امام قوام الدین جالندھری سے بہستوارہ میں علم صرف و نحو کو حاصل کیا۔ ضلع دیوگری کے مشرق میں قصبہ ہیرولی واقع ہے۔ جہاں پر امام افتخار کو جہی سے علم فقہ و اصول کی تعلیم سے فیض یاب ہوئے۔ دولت آباد میں سید السادات حضرت علاؤ الدین حسین بنی جیوری سے مفتاح اور کثاف کی تعلیم سے سیراب ہوئے علاوہ انہیں ہیرولی میں شیخ حسین مومن، سگر اور بجاپور میں سیاح شیخ شہاب الدین محمد شیروانی، کاسہ میں سید ظہیر الدین تندولی اور امام خالدی، پھر سگر میں حضرت جمجو جوہری جن کی عمر ۱۲۹ سال تھی وغیرہ علماء دین کے زیر تربیت رہ کر دینی و دنیوی، ظاہری و باطنی علوم سے استفادہ کیا۔

نیز مزید تحصیل علم کے لئے آپ نے گجرات کا بھی سفر کیا جہاں بڑے بڑے علماء و فضلاء، صلحاء و مشائخین کی صحبتوں میں رہ کر اسلامی فلسفہ، فقہ وغیرہ کی تعلیم سے مزین ہوئے۔

بہمنی سلاطین گلبرگہ کی تاج پوشی

اور حضرت سے ان کی عقیدت

تغلق خاندان کے مشہور بادشاہ محمد تغلق نے دہلی کے بجائے دیوگری

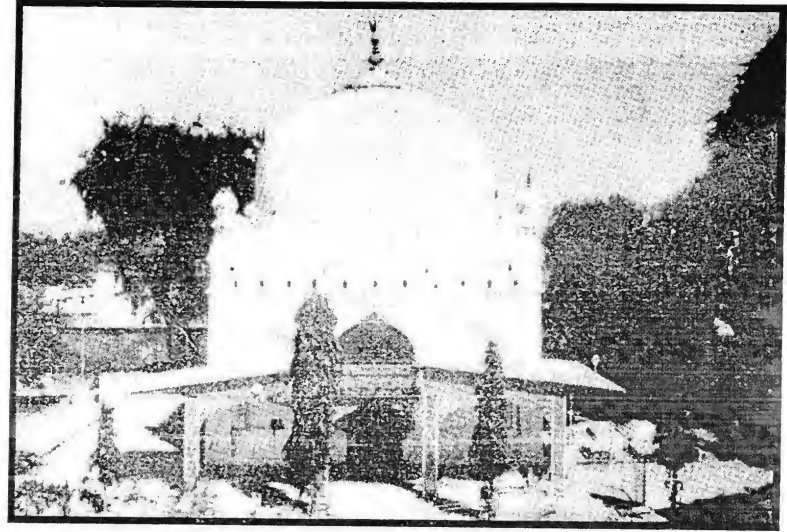
کو اپنا دوسرا پائے تخت بنا کر دکن کو کئی صوبوں میں تقسیم کر کے وہاں پر صوبہ دار و گورنروں کو مقرر کیا۔ محمد تغلق کی غیر موجودگی میں دکن کے کئی گورنروں نے تغلق کی ماتحتی کا 'جوا' اتار پھینکا۔ جس سے جنوبی ہند میں سیاسی اقتدار کا ایک نیا نظام ظہور پذیر ہوا۔ تغلق نے قدیم امراء کی جگہ کم تر درجہ کے نئے امراء کو مقرر کیا۔ جنہوں نے حکومت کے نظام میں محصول خراج و فوجی کمانڈر "امیران صدا" کی حیثیت سے اپنے اپنے حلقوں میں تقریباً آزاد تھے۔ مذکورہ امیران صدا اپنی جان و عزت کی حفاظت کی خاطر علاؤ الدین ملک شاہ، حسن گنگو احمد اور محمد وغیرہ کی سرکردگی میں ایک کامیاب انقلاب برپا کیا اور ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۳۴۶ء میں ایک آزاد حکومت کی بنیاد ڈالی۔ ان دکنی امراء نے ابوالفتح ناصر الدین اسماعیل شاہ کو اپنا سلطان منتخب کر کے اپنے انقلاب کو جاری رکھا۔ کچھ عرصہ بعد اسماعیل شاہ نے تخت سلطنت سے دست بردار ہونے کا اعلان کیا تو فوج اور عوام نے علاؤ الدین حسن گنگو کو اپنا بادشاہ منتخب کر لیا۔ علاؤ الدین حسن گنگو بہمنی کی رسم تاج پوشی بروز جمعہ ۲۴ ربیع الثانی ۷۴۷ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۳۴۷ء میں دولت آباد میں بمقام مسد قلب الدین مبارک شاہ خلجی منعقد ہوئی۔ جس میں حضرت گنج العلوم، حضرت شیخ سراج الدین محمد جُنیدیؒ اور دیگر مشائخین و امراء شریک تھے۔ حسن گنگو کی پیدائش ۶۹۱ھ مطابق ۱۲۹۲ء میں ہوئی اور انتقال یکم ربیع الاول ۷۵۷ھ مطابق ۱۳۵۸ء میں ہوا اسی بادشاہ نے گلبرگہ کو اپنا

ہائے تخت مقرر کیا۔ اسی خاندان کے دیگر چار سلاطین محمد شاہ بہمنی، مجاہد شاہ بہمنی، داؤد شاہ بہمنی اور سلطان محمد دوم نے بھی حضرت گنج العلوم کے روبرو تخت نشین ہوئے۔ ان تمام سلاطین کو حضرت گنج العلوم و شیخ سراج الدین ہمدانی سے خاص عقیدت و ارادت تھی۔ جب کبھی یہ بزرگ دربار میں وارد ہوتے تو بادشاہ وقت بڑی ہی تعظیم و تکریم سے ان کا استقبال کرتے اور تخت سے اتر کر ہاتھوں ہاتھ لیتے اور اپنے بازو جگہ دیتے تھے۔

سگر (عین آباد) میں قیام

تقریباً دس (۱۰) سال دولت آباد میں سکونت اختیار کر کے حضرت گنج العلوم ع.س.ھ میں بمقام سگر (عین آباد) میں تشریف لائے۔ یہاں پر انہوں نے تقریباً ۳۵ سال تک قیام کیا اور اپنی بیشتر تصانیف دورانِ قیام سگر ہی میں سپرد قلم کی ہیں۔ یہاں پر اپنے علوم ظاہری و باطنی سے ہر خاص و عام کے دلوں کو منور کیا۔ حضرت کی دو بیویاں اور ایک فرزند یہیں پر مدفون ہیں۔ آپ کی ایک مدفون زوجہ کا نام حضرت نازلی بی بنت شیخ سراج الدین ہمدانی بن شرف الدین جُنیدی اور فرزند کا نام حضرت علاؤ الدین علی ابو الحسن تھا۔ مجاہد بزرگ اسد الاولیاء حضرت صوفی سرمستؒ کا گنبد پہاڑ کی بلندی پر واقع ہے۔

محمد بن سالم، علیا چین اور فخر الدین مہرور نے ۵۶۷ھ مطابق



آستانہ حضرت شیخ رکن الدین جُنیدی المعروف شیخ سراج الدین جُنیدی
گلبرگہ، کرناٹک

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

۱۳۵۲ء میں سگر مقام پر حسن گنگو بہمنی کے خلاف علم بغاوت بلند کی تھی۔ اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے حسن گنگو سگر کی طرف روانہ ہوا۔ اور تین (۳) دن میں وہاں پہنچ گیا۔ محمد بن سالم نے سلطان حسن گنگو کی آمد کی خبر سنی تو فوراً ہتھیار ڈال کر معافی چاہی، بادشاہ نے اس کی جان بخش دی۔ پھر مزید ۳ دن قیام کے دوران انہوں نے اپنا خیمہ حوض شاہ کے کنارے لگا کر حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم اور دیگر بزرگوں کو مدعو کر کے بہت سے قیمتی تحائف پیش کئے۔ پھر کئی دن سگر میں رہ کر ساری بد امنی اور شورش کا خاتمہ کر دیا۔

*** شہر بجاپور میں آپ کی آمد ***

حضرت گنج العلوم تقریباً ۳۵ سال سگر میں رہ کر بجاپور کو ۷۷۷ھ میں تشریف لائے۔ اور تا حیات بجاپور میں ۲۲ سال قیام فرمائے۔ اُس وقت بجاپور کا علاقہ بہمنی سلطنت کے فرمان روا سلطان محمد اول (۷۵۹ء تا ۷۷۷ء) کے زیر سلطنت تھا۔

*** بیعت و خلافت ***

حضرت گنج العلوم قدس سرہ کے روحانی مرشد اور پیر طریقت حضرت سید خواجہ میر علاؤ الدین حسین جیوریؒ تھے۔ جو اُس وقت دہلی کے اکابر اولیاء میں سے تھے۔ حضرت گنج العلوم اپنے پیر طریقت کے زیر تربیت تمام سلوک کے منازل طے کر کے مقام قرب خدا پر فائز ہوئے۔ حضرت شیخ صدر

الدین دولت آبادیؒ، حضرت شیخ شمس الدین محمد لامغانی گلبرگوی (گلبرگہ) بھی حضرت گنج العلوم کے استاد مرئی اور شیخ صحبت تھے۔ ان کی صحبت میں رہ کر انہوں نے بہت سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ حضرت شیخ مہاج الدین تمیمی انصاری حسن آبادی (گلبرگہ) بھی حضرت کے ساتھ توجہ مرہاد طوطا رکھتے تھے۔

♦♦♦ دہلی سے دولت آباد منتقلی ♦♦♦

دہلی میں سلطان علاؤ الدین خلجی (۱۲۹۵ء تا ۱۳۱۶ء) کے اہل سلطان قطب الدین مبارک خلجی (۱۳۱۶ء تا ۱۳۲۰ء) کی سلطنت کو غیاث الدین تغلق (۱۳۲۰ء تا ۱۳۲۲ء) نے قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کی۔ غیاث الدین تغلق کے بعد اس کا لڑکا الغ خاں محمد بن تغلق (۱۳۲۵ء تا ۱۳۵۱ء) کے نام سے تخت دہلی پر جلوہ افروز ہوا۔ اس وقت دکن کا تقریباً سارا علاقہ اس کے قبضہ میں تھا۔ اس نے تمام سلطنت کو ۳۲ صوبوں میں تقسیم کیا تھا۔ جن میں جاج نگر (اڑیسہ) مرہٹہ (مہاراشٹر) تنگ (ملاکھ)، ہیدر، کمپلی (بجینگر)، دوار سمدر (میسور) اور مالوہ اس کے جنوبی صوبے تھے۔ ساری سلطنت کی مرکزیت سلطان کے ہاتھ میں تھی۔ انتظام سلطنت میں سہولت کے لئے اس نے ۱۳۲۵ء مطابق ۷۲۷ھ میں دہلی کے علاوہ دیوگری (دولت آباد) کو بھی اپنا دوسرا دار السلطنت مقرر کیا۔ پھر اپنے سارے کام، لوح، علماء و مشائخ کو بھی دہلی سے دیوگری منتقل ہونے کا حکم دیا۔ حضرت

گنج العلومؒ بھی مع دوسرے علماء و مشائخین کے ساتھ دیوگری کو ۱۳۲۸ھ میں تشریف لائے۔ دیوگری کو تشریف لانے والے مشائخین میں (۱) حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز (پیدائش دہلی ۱۳۲۱ھ) مع اپنے والد سید یوسف راجو قتال کے شامل تھے۔ دولت آباد میں اپنے والد سید راجو قتال حُسینی کے انتقال کے بعد خواجہ بندہ نواز پھر دہلی واپس چلے گئے۔ علوم ظاہری و باطنی سے مستفید ہو کر دہلی سے ۱۳۹۸ھ میں بہمنی سلطنت کے فرماں روا سلطان تاج الدین فیروز شاہ کے عہد میں گلبرگہ تشریف لائے۔

(۲) حضرت محمد شیخ سراج الدین جُنیدیؒ (متوفی ۱۳۸۰ھ) مطابق ۸۱ھ) بھی دہلی سے دولت آباد منتقل ہونے والوں میں شامل تھے۔ ان کی پیدائش پیشاور میں ۶۷۰ھ میں ہوئی۔ دولت آباد سے ۸۱ھ مطابق ۱۳۳۰ھ میں بجاپور ہوتے ہوئے گلبرگہ تشریف لائے۔ آپ نے ۱۱۱ سال عمر پائی۔ حضرت شیخ سراج الدین جُنیدی اور حضرت گنج العلوم بہمنی دور حکومت کے مشہور صوفیوں میں سے تھے

(۳) حضرت شیخ علاؤ الدین انصاری النذ شریف (پیدائش ۳۰ ربیع الثانی ۷۲۰ھ بمقام کیلو کھڑی، دہلی) مع اپنے والد فخر الدین انصاری اور آپ کے دادا حضرت تاج الدین انصاری دولت آباد میں وارد ہوئے۔ حضرت کی والدہ کا نام حضرت بی بی رانی خور د تھا۔ دولت آباد کے ابتدائی قیام میں آپ کی عمر شریف تقریباً ۸ سال تھی۔ دہلی سے دکن کی طرف حضرت قبور انصاری ۷۲۱ھ میں

دراہ امہر چندی۔ برودہ، کھبایت مالوہ، دولت آباد خلد آباد، قندھار، عثمان آباد اور گلبرگہ ہوتے ہوئے بہمنی سلطنت کے سلطان محمد اول (۱۳۵۸ھ تا ۱۳۶۵ھ) بن علاؤ الدین حسن گنگو بہمنی کے عہد ۶۱ھ میں النذ شریف لائے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ۲۷ رجب المرجب ۸۳ھ کو النذ شریف میں ہی دار فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ تاحیات ناٹھند (مجرد) رہے۔

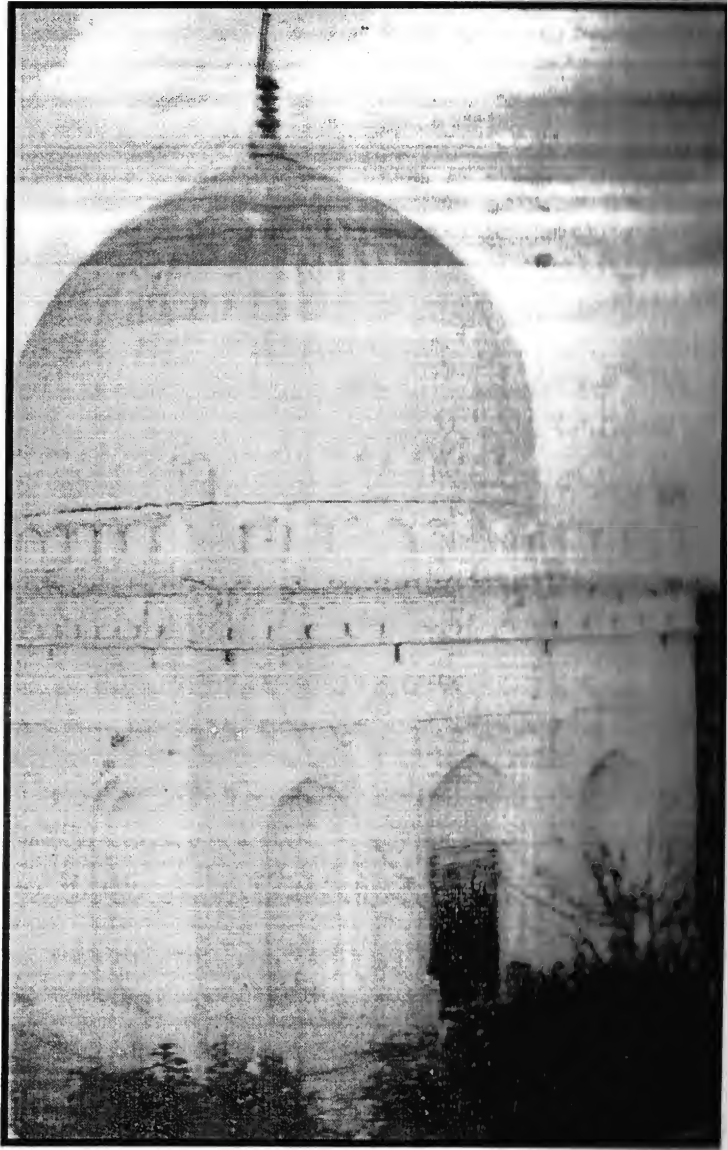
حضرت گنج العلومؒ کے ازواج

مجموع التوارخ مصنف سید محی الدین قادری سجادہ نشین گچی محل، بجاپوری، باب حالات شیخ العالم گنج العلوم میں لکھتے ہیں کہ آپ کی جملہ چار بیویاں تھیں۔ پہلی بیوی کا نام نازی بی بنت شیخ سراج الدین جُنیدی مدفن کڑی من شرف الدین ملک داد جُنیدی تھا۔ حضرت شیخ تاج الدین بن شیخ سراج الدین مدفن (کڑی من) اور حضرت مخدوم شیخ رکن الدین بن شیخ سراج الدین مدفن (مدفن گلبرگہ) کی یہ بہن تھی۔ حضرت گنج العلوم کی تمام اولاد انہی محترمہ کی نسل سے تھیں۔ نازی بی اور ایک دوسری زوجہ سگر میں مدفن ہیں۔ حضرت گنج العلوم کے دیگر دو بیویاں بجاپور میں حضرت کے روضہ مبارک کے نامیں میں مدفن ہیں۔



حضرت گنج العلوم کی اولاد

حضرت کی زوجہ نازلی بی کے بطن سے کل سات لڑکے اور آٹھ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لیکن پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں کم سنی میں ہی انتقال کر گئیں۔ لمبی عمر پانے والے دو فرزندوں کے نام حضرت علاؤ الدین ابوالحسن اور حضرت شرف الدین حسن ابوالغوث تھے۔ دراز عمر پانے والے دختران کے نام (۱) خاصۃ الدین (۲) حلاوة الدین (۳) رونق الدین (۴) خندماں حافظہ تھیں۔ حضرت کی دختر حلاوة الدین کا عقد مسعود شیخ ناصر جنیدی بن شیخ تاج الدین جنیدی بن شیخ سراج الدین جنید مدفن کڑچی سے ہوا تھا۔ دختر حلاوة الدین کے بطن سے ابو بکر زمان الدین نصر اللہ تھے۔ ان کے بیٹے کا نام شیخ سراج الدین مخدوم جنیدی کر جگی ہے۔ شیخ سراج الدین مخدوم جنیدی کر جگی کے فرزند کا نام شیخ احمد المعروف مخدوم بزرگ کر جگی ہے۔ یہ دونوں حضرات مہاراشٹر اسٹیٹ کے جت تعلقہ کے کر جگی گاؤں میں ایک بڑے گنبد میں مدفون ہیں۔ ان کا عرس مبارک ہر سال ۲۱ ربیع الاول کو ہوتا ہے۔ آپ کا آستانہ کر جگی تعلقہ جت میں مرجع خلایق ہے۔ موجودہ سجادہ نشین شیخ جنید پاشا عرف نثار احمد ہیں۔ حضرت شیخ سراج الدین مخدوم جنیدی کر جگی و شیخ رکن الدین المعروف محمد سراج الدین جنیدی گلبرگہ و حضرت جنید ثانی بجاپوری اور حضرت گنج العلوم بجاپوری ایک ہی جد حضرت امام سعد الدین اسماعیل جنیدی سے ہیں جو عین الدین گنج العلوم کی پانچویں پشت کے جد اعلیٰ ہیں جن کا سلسلہ نسب حسب ذیل ہے



آستانہ حضرت شیخ مخدوم بزرگ المعروف شیخ احمد خواجہ جنیدی،
کر جگی، تعلقہ جت، ضلع سانگلی، مہاراشٹر

(۵) حضرت امام سعد الدین اسماعیل جُنیدیؒ

- (۱) امام شرف الدین ہیئت اللہ قانعؒ
(۲) شیخ سعد الدین اسماعیل ابواب جُنیدیؒ
(۳) شیخ شرف الدین محمد متقی بلہویؒ
(۱) حضرت مخدوم شیخ عین الدین گنج العلومؒ بجاپور
(۲) زوجہ نازلی بی دخترا شیخ سراج الدین جُنیدیؒ
مدفن کوڑچی
- (۱) حامد مشفق حمید الدین جُنیدیؒ
(۲) شرف الدین ملک داد جُنیدیؒ
(۳) سراج الدین جُنیدی المعروف
شیخ سراج الدین جُنیدیؒ
مدفن گڑچی (کرناتک)
آپؒ کی اولاد

- (۱) دختر نازلی بی زوجہ گنج العلوم بجاپور
(۲) فرزند اول مخدوم شیخ رکن الدین
العروف شیخ سراج الدین جُنیدیؒ
مدفن گلبرگہ
(۳) فرزند دوم شیخ تاج الدین
جُنیدیؒ، مدفن گڑچی

فرزند دوم شیخ تاج الدین جُنیدیؒ، مدفن گڑچی کی اولاد

(۱) شیخ ناصر الدین جنیدی بن شیخ تاج الدین جُنیدیؒ

(آپؒ کی زوجہ کا نام حلاۃ الدین بنت گنج العلوم، بجاپور)

(۲) شیخ ابو بکر زمان الدین نصر اللہ (نواسہ حضرت گنج العلوم، بجاپور)

(۳) شیخ سراج الدین مخدوم جُنیدی، مدفن کرنگی تعلقہ جت، مہاراشٹر

(پرنواسہ حضرت گنج العلومؒ، بجاپور)

(۴) شیخ احمد المعروف مخدوم بزرگ کرنگی، مدفن کرنگی تعلقہ جت، مہاراشٹر

آپؒ کی اولاد

(۱) حضرت شیخ میاں محمد جُنیدی (۲) حضرت شیخ عمر جُنیدی

شیخ میاں محمد جُنیدی کی اولاد

(۱) شیخ میاں عبداللہ جُنیدی (۲) مستورہ بی بی (۳) خدیجہ بی بی بر تقد پویش

شیخ میاں عبداللہ جُنیدی کی اولاد شیخ احمد جُنیدی ثانی، بجاپوری ہیں

حضرت عین الدین گنج العلوم کے لمبی عمر پانے والے بچوں کے نام

- (۱) شیخ علاؤ الدین ابو الحسن جُنیدی
(خلیفہ اول شیخ گنج العلوم اور داماد تہمید انصاری گلبرگہ، مدفن سگر)
(۲) شیخ شرف الدین حسن ابو الغوث جُنیدی
(مرید و خلیفہ، حضرت گنج العلوم)
(۳) خاصۃ الدین
(۴) علاؤ الدین
(زوجہ شیخ ناصر الدین جُنیدی بن شیخ تاج الدین جُنیدیؒ)
من شیخ سراج الدین جُنیدی، مدفن گڑچی)
علاؤ الدین کے فرزند شیخ ابو بکر امان الدین نصر اللہ جُنیدی اور
آپ کے فرزند شیخ سراج الدین مخدوم جُنیدی اور ان کے فرزند
شیخ احمد العروف مخدوم بزرگ مدفن کرنگی
(۵) رونق الدین صاحبہ
(۶) لوندمان حافظہ صاحبہ

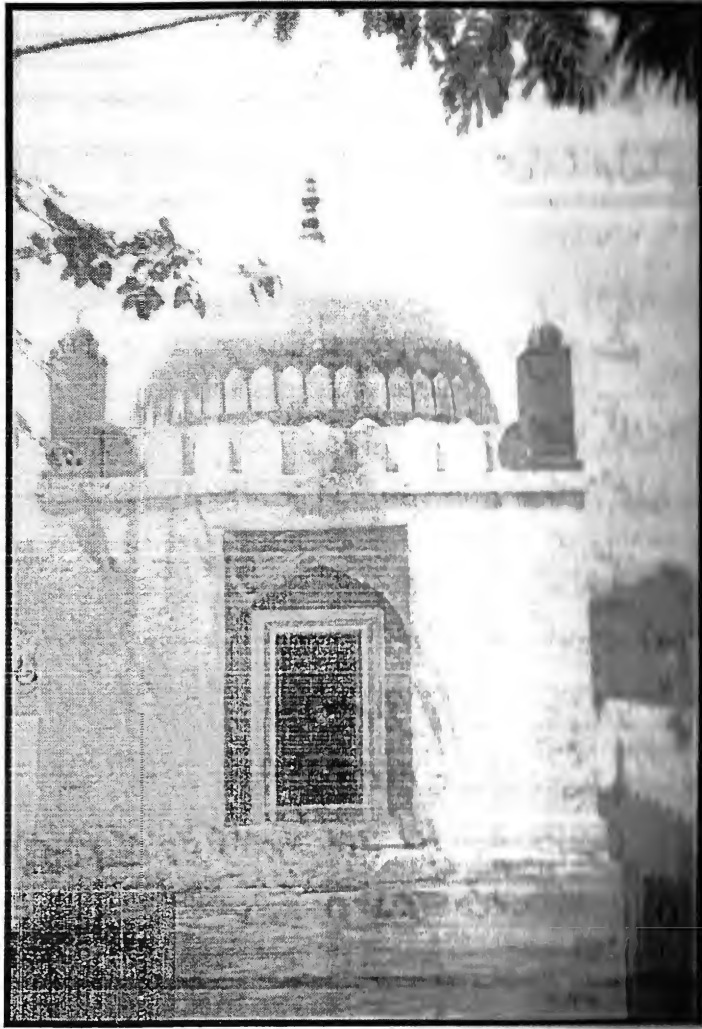
حضرت گنج العلوم کی دختر رونق الدین کو شیخ عبدنامی ایک فرزند تھے۔ دختر خوند ماں حافظہ صاحبہ ولی کاملہ، حافظ قرآن اور اپنے وقت کی رابعہ بصری تھیں۔ یہ بھی صاحب اولاد تھیں۔ ان کا مزار شریف حضرت گنج العلوم کے گنبد کے باہر مشرقی جانب واقع ہے۔

حضرت شیخ جُنید ثانیؒ بجاپوری

آپ حضرت شیخ سراج الدین مخدوم جُنید ی کر جگی کی اولاد سے ہیں۔ جن کا نسب پدری حضرت سید الطائفہ ابو القاسم خواجہ جُنید بغدادیؒ سے جا ملتا ہے۔ آپ کا مزار شریف گیان باؤلی محلہ، بجاپور میں مشہور زیارت گاہ ہے اور مرقد پر گنبد تعمیر ہے۔ آپ کی اولاد موضع کر جگی میں کثرت سے ہیں جو حضرت عین الدین گنج العلوم کی دختر نیک اختر حلاوة الدین کی اولاد سے ہیں۔ حضرت شیخ جنید ثانی رحمۃ اللہ بجاپوری کی اولاد اس وقت آپ کے گنبد کے احاطہ میں قیام پذیر ہیں موجودہ سجادہ نشین شیخ الطاف حسین بن شیخ منجہ صاحب جُنید ی ہیں۔

حضرت علاء الدین علی ابوالحسنؒ

آپ حضرت گنج العلوم کے فرزند ہیں۔ آپ کی پیدائش ۲۲ رجب المرجب ۷۳۲ھ شنبہ دوشنبہ ہوئی۔ آپ جید عالم، حافظ قرآن، اور خوش الحان اور محب الفقراء تھے۔ غریبوں اور ناداروں کو دوست رکھتے تھے۔ آپ اپنے



آستانہ حضرت جُنید ثانی، گیانگ باؤڑی، بجاپور
(پوتے حضرت مخدوم جُنید، کر جگی)

والد کے مرید اور خلیفہ تھے۔ اپنے خسر حضرت منہاج الدین تمیمی انصاری گلبرگوی کی خدمت میں رہ کر فیوضات ظاہری و باطنی کو حاصل کئے۔ آپ کی وفات ۱۴ صفر ۷۶۹ھ بروز چار شنبہ بمقام سگر (عین آباد) ہوئی۔ آپ سگر میں ہی مدفون ہیں۔

حضرت شرف الدین حسن ابو الغوثؒ

آپ بھی حضرت گنج العلوم کے فرزند ہیں۔ بڑے ہی متقی و پرہیزگار تھے۔ علم فقہ اور صرف و نحو کے عالم تھے۔ دن رات ذکر الہی میں مشغول رہتے۔ فقراء و غرباء و صلحاء سے محبت رکھتے تھے۔ اپنے والد حضرت گنج العلوم کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کو ۳ بیٹیاں تھیں۔ تمام صاحب اولاد تھیں۔ آپ کی پیدائش ۸ ذی القعدہ ۵۳۵ھ میں ہوئی۔ اپنے والد کے انتقال کے چند سال بعد آپ کی وفات بجاپور میں ہوئی۔ اپنے والد کے روضہ کے احاطہ میں گنبد کے باہر شیخ بدر الدین کی قبر کے متصل آپ کی قبر ہے۔

حضرت گنج العلوم قدس سرہ کے فرزندوں اور دختروں کی اولاد سگر، بجاپور، کر بجلی، گلبرگہ اور احمد نگر میں سکونت پذیر ہیں۔

◆◆◆ حضرت کے شاگرد اور خلفاء ◆◆◆

اُس وقت کے اکابر علماء و صلحاء اور مشائخ آپ کی شاگردی و صحبت حاصل کرنے کو باعثِ فخر سمجھتے تھے۔ آپ کے شاگرد و خلفاء کی تعداد کثیر

ملی ان میں مشہور و معروف کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

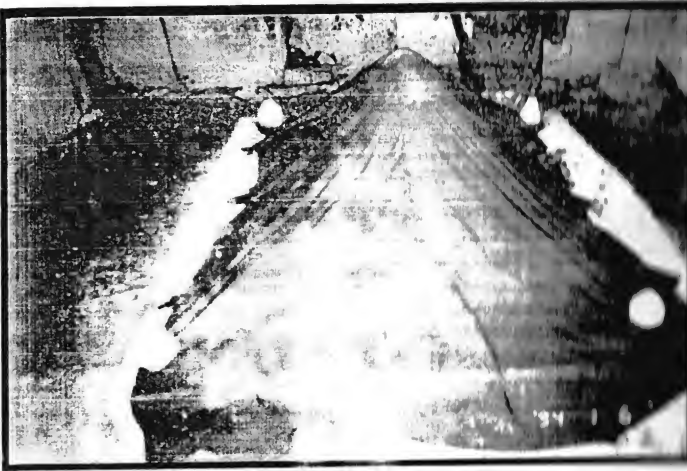
- (۱) سلطان دکن حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ اہل آپ کے شاگردوں میں شریک ہونے کی روایت حدِ تواثر کو پہنچتی ہے (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰) (۱۰۰۱) (۱۰۰۲) (۱۰۰۳) (۱۰۰۴) (۱۰۰۵) (۱۰۰۶) (۱۰۰۷) (۱۰۰۸) (۱۰۰۹) (۱۰۱۰) (۱۰۱۱) (۱۰۱۲) (۱۰۱۳) (۱۰۱۴) (۱۰۱۵) (۱۰۱۶) (۱۰۱۷) (۱۰۱۸) (۱۰۱۹) (۱۰۲۰) (۱۰۲۱) (۱۰۲۲) (۱۰۲۳) (۱۰۲۴) (۱۰۲۵) (۱۰۲۶) (۱۰۲۷) (۱۰۲۸) (۱۰۲۹) (۱۰۳۰) (۱۰۳۱) (۱۰۳۲) (۱۰۳۳) (۱۰۳۴) (۱۰۳۵) (۱۰۳۶) (۱۰۳۷) (۱۰۳۸) (۱۰۳۹) (۱۰۴۰) (۱۰۴۱) (۱۰۴۲) (۱۰۴۳) (۱۰۴۴) (۱۰۴۵) (۱۰۴۶) (۱۰۴۷) (۱۰۴۸) (۱۰۴۹) (۱۰۵۰) (۱۰۵۱) (۱۰۵۲) (۱۰۵۳) (۱۰۵۴) (۱۰۵۵) (۱۰۵۶) (۱۰۵۷) (۱۰۵۸) (۱۰۵۹) (۱۰۶۰) (۱۰۶۱) (۱۰۶۲) (۱۰۶۳) (۱۰۶۴) (۱۰۶۵) (۱۰۶۶) (۱۰۶۷) (۱۰۶۸) (۱۰۶۹) (۱۰۷۰) (۱۰۷۱) (۱۰۷۲) (۱۰۷۳) (۱۰۷۴) (۱۰۷۵) (۱۰۷۶) (۱۰۷۷) (۱۰۷۸) (۱۰۷۹) (۱۰۸۰) (۱۰۸۱) (۱۰۸۲) (۱۰۸۳) (۱۰۸۴) (۱۰۸۵) (۱۰۸۶) (۱۰۸۷) (۱۰۸۸) (۱۰۸۹) (۱۰۹۰) (۱۰۹۱) (۱۰۹۲) (۱۰۹۳) (۱۰۹۴) (۱۰۹۵) (۱۰۹۶) (۱۰۹۷) (۱۰۹۸) (۱۰۹۹) (۱۱۰۰) (۱۱۰۱) (۱۱۰۲) (۱۱۰۳) (۱۱۰۴) (۱۱۰۵) (۱۱۰۶) (۱۱۰۷) (۱۱۰۸) (۱۱۰۹) (۱۱۱۰) (۱۱۱۱) (۱۱۱۲) (۱۱۱۳) (۱۱۱۴) (۱۱۱۵) (۱۱۱۶) (۱۱۱۷) (۱۱۱۸) (۱۱۱۹) (۱۱۲۰) (۱۱۲۱) (۱۱۲۲) (۱۱۲۳) (۱۱۲۴) (۱۱۲۵) (۱۱۲۶) (۱۱۲۷) (۱۱۲۸) (۱۱۲۹) (۱۱۳۰) (۱۱۳۱) (۱۱۳۲) (۱۱۳۳) (۱۱۳۴) (۱۱۳۵) (۱۱۳۶) (۱۱۳۷) (۱۱۳۸) (۱۱۳۹) (۱۱۴۰) (۱۱۴۱) (۱۱۴۲) (۱۱۴۳) (۱۱۴۴) (۱۱۴۵) (۱۱۴۶) (۱۱۴۷) (۱۱۴۸) (۱۱۴۹) (۱۱۵۰) (۱۱۵۱) (۱۱۵۲) (۱۱۵۳) (۱۱۵۴) (۱۱۵۵) (۱۱۵۶) (۱۱۵۷) (۱۱۵۸) (۱۱۵۹) (۱۱۶۰) (۱۱۶۱) (۱۱۶۲) (۱۱۶۳) (۱۱۶۴) (۱۱۶۵) (۱۱۶۶) (۱۱۶۷) (۱۱۶۸) (۱۱۶۹) (۱۱۷۰) (۱۱۷۱) (۱۱۷۲) (۱۱۷۳) (۱۱۷۴) (۱۱۷۵) (۱۱۷۶) (۱۱۷۷) (۱۱۷۸) (۱۱۷۹) (۱۱۸۰) (۱۱۸۱) (۱۱۸۲) (۱۱۸۳) (۱۱۸۴) (۱۱۸۵) (۱۱۸۶) (۱۱۸۷) (۱۱۸۸) (۱۱۸۹) (۱۱۹۰) (۱۱۹۱) (۱۱۹۲) (۱۱۹۳) (۱۱۹۴) (۱۱۹۵) (۱۱۹۶) (۱۱۹۷) (۱۱۹۸) (۱۱۹۹) (۱۲۰۰) (۱۲۰۱) (۱۲۰۲) (۱۲۰۳) (۱۲۰۴) (۱۲۰۵) (۱۲۰۶) (۱۲۰۷) (۱۲۰۸) (۱۲۰۹) (۱۲۱۰) (۱۲۱۱) (۱۲۱۲) (۱۲۱۳) (۱۲۱۴) (۱۲۱۵) (۱۲۱۶) (۱۲۱۷) (۱۲۱۸) (۱۲۱۹) (۱۲۲۰) (۱۲۲۱) (۱۲۲۲) (۱۲۲۳) (۱۲۲۴) (۱۲۲۵) (۱۲۲۶) (۱۲۲۷) (۱۲۲۸) (۱۲۲۹) (۱۲۳۰) (۱۲۳۱) (۱۲۳۲) (۱۲۳۳) (۱۲۳۴) (۱۲۳۵) (۱۲۳۶) (۱۲۳۷) (۱۲۳۸) (۱۲۳۹) (۱۲۴۰) (۱۲۴۱) (۱۲۴۲) (۱۲۴۳) (۱۲۴۴) (۱۲۴۵) (۱۲۴۶) (۱۲۴۷) (۱۲۴۸) (۱۲۴۹) (۱۲۵۰) (۱۲۵۱) (۱۲۵۲) (۱۲۵۳) (۱۲۵۴) (۱۲۵۵) (۱۲۵۶) (۱۲۵۷) (۱۲۵۸) (۱۲۵۹) (۱۲۶۰) (۱۲۶۱) (۱۲۶۲) (۱۲۶۳) (۱۲۶۴) (۱۲۶۵) (۱۲۶۶) (۱۲۶۷) (۱۲۶۸) (۱۲۶۹) (۱۲۷۰) (۱۲۷۱) (۱۲۷۲) (۱۲۷۳) (۱۲۷۴) (۱۲۷۵) (۱۲۷۶) (۱۲۷۷) (۱۲۷۸) (۱۲۷۹) (۱۲۸۰) (۱۲۸۱) (۱۲۸۲) (۱۲۸۳) (۱۲۸۴) (۱۲۸۵) (۱۲۸۶) (۱۲۸۷) (۱۲۸۸) (۱۲۸۹) (۱۲۹۰) (۱۲۹۱) (۱۲۹۲) (۱۲۹۳) (۱۲۹۴) (۱۲۹۵) (۱۲۹۶) (۱۲۹۷) (۱۲۹۸) (۱۲۹۹) (۱۳۰۰) (۱۳۰۱) (۱۳۰۲) (۱۳۰۳) (۱۳۰۴) (۱۳۰۵) (۱۳۰۶) (۱۳۰۷) (۱۳۰۸) (۱۳۰۹) (۱۳۱۰) (۱۳۱۱) (۱۳۱۲) (۱۳۱۳) (۱۳۱۴) (۱۳۱۵) (۱۳۱۶) (۱۳۱۷) (۱۳۱۸) (۱۳۱۹) (۱۳۲۰) (۱۳۲۱) (۱۳۲۲) (۱۳۲۳) (۱۳۲۴) (۱۳۲۵) (۱۳۲۶) (۱۳۲۷) (۱۳۲۸) (۱۳۲۹) (۱۳۳۰) (۱۳۳۱) (۱۳۳۲) (۱۳۳۳) (۱۳۳۴) (۱۳۳۵) (۱۳۳۶) (۱۳۳۷) (۱۳۳۸) (۱۳۳۹) (۱۳۴۰) (۱۳۴۱) (۱۳۴۲) (۱۳۴۳) (۱۳۴۴) (۱۳۴۵) (۱۳۴۶) (۱۳۴۷) (۱۳۴۸) (۱۳۴۹) (۱۳۵۰) (۱۳۵۱) (۱۳۵۲) (۱۳۵۳) (۱۳۵۴) (۱۳۵۵) (۱۳۵۶) (۱۳۵۷) (۱۳۵۸) (۱۳۵۹) (۱۳۶۰) (۱۳۶۱) (۱۳۶۲) (۱۳۶۳) (۱۳۶۴) (۱۳۶۵) (۱

سعد الدین اور شیخ صدر الدین اپنے والد کی پہلی قبر کے قریب شمالی قبرستان میں مدفون ہیں۔ حضرت شیخ صاحب کی لاش کو موضع ارگیری میں دفنانے کی وجہ یوں منقول ہے کہ علی عادل شاہ اول کے دور میں رافضی لوگ آپ کے مزار کے اطراف و اکناف آکر بس گئے تھے۔ اور مزار کی بے حرمتی کرتے تھے۔ اس لئے آپ نے بادشاہ وقت کے خواب میں آکر کہا کہ مجھے یہاں سے نکال کر ارگیری گاؤں میں دفنایا جائے۔ پھر یہی خواب علی عادل شاہ اول کو بھی ہوا۔ لہذا بادشاہ کے حکم سے آپ کی قبر کھود کر آپ کی لاش کو نکالا گیا۔ آپ کو پردہ کئے ہوئے ۱۲ سو سال کا عرصہ بیت گیا تھا مگر آپ کی لاش جیسے کے دسی ہی تھی۔ چہرے پر مسکراہٹ اور پیشانی پر پسینہ آ رہا تھا۔ آپ کی لاش کو جلوس جنازہ کی شکل میں لے جا کر نماز جنازہ ادا کر کے ارگیری میں دفنایا گیا۔ حضرت ابراہیم سنگانی کے کل چھ بیٹے تھے۔ مگر چار بیٹوں کے نام (۱) شیخ نور الدین محمد (۲) شیخ نظام الدین (۳) شیخ محمد (۴) شیخ وجہ الدین ابو بکر سنگانی اصغر ہیں۔ حضرت شیخ سنگانی کے بڑے بھائی کا نام شیخ وجہ الدین سنگانی اور بہن کا نام فاطمہ تھا۔ شیخ وجہ الدین سنگانی کے دو بیٹے تھے جن کے نام شیخ عماد الدین احمد سنگانی اور شیخ نصر الدین سنگانی تھا۔ یہ تمام کے تمام حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم کے مرید اور خلیفہ تھے۔

(۴) حضرت امام عبد اللہ ابو القاسم غزنوی ابن ابی القاسم بھی حضرت سے بیعت و خلافت لیکر کمالات ظاہری و باطنی سے مشرف ہوئے۔ ان کی پیدائش



روضہ حضرت شیخ ابراہیم سنگانی قدس اللہ سرہ
موضع ارگیری، تعلقہ بجاپور

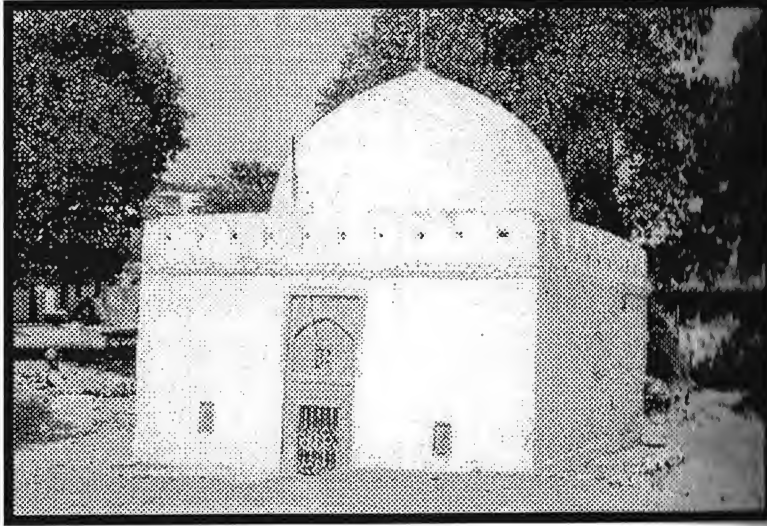


مزار شریف حضرت شیخ ابراہیم سنگانی قدس اللہ سرہ
موضع ارگیری، تعلقہ بجاپور

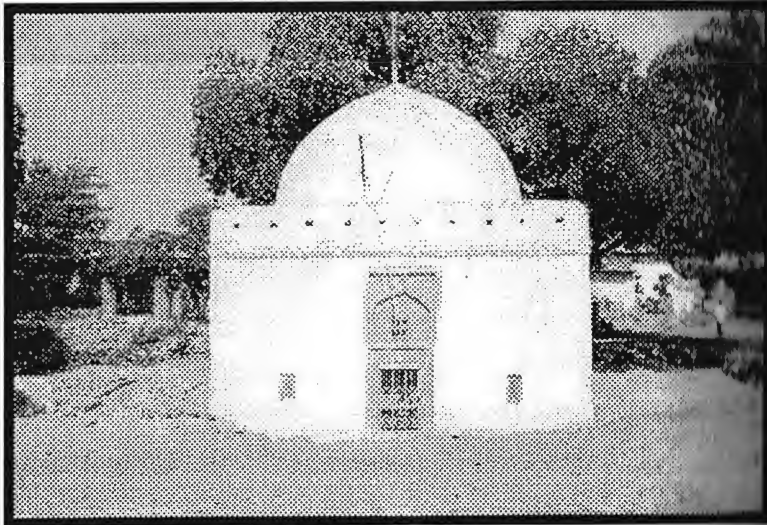
بصرہ میں موضع دُبہ میں ۴۸ھ میں ہوئی۔ دُبہ سے ہجرت کر کے ۷۳ھ میں بیجاپور تشریف لائے۔ حضرت گنج العلوم کی صحبت ہی میں رہ کر علم فقہ، صرف، نحو اور علم حساب وغیرہ اچھی طرح سے سیکھا۔ ہمیشہ فقراء و ضعیفوں کی مدد کیا کرتے تھے۔ اور اوراد و اذکار میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کا وصال ۱۷ رجب المرجب ۹۳ھ بمقام بیجاپور ہوا۔ آپ کا مرقد شریف حضرت گنج العلوم کی درگاہ شریف کے باہر مغربی جانب واقع ہے۔ مرقد پر چھوٹی قبہ ہے۔

(۵) حضرت پیر شیخ ضیاء الدین غزنیؒ بھی بیجاپور کے قدیم اولیاء میں سے ہیں۔ نقل ہے کہ آپ غزنی کے شہزادے تھے۔ دُنیوی بادشاہت سے دل اکتا گیا تھا۔ اس لئے شہزادگی سے کنارہ کش ہو کر رجوع الی اللہ ہوئے اور ہندوستان آکر دکن میں حضرت رکن الدین المعروف محمد سراج جُنیدی گلبرگہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے فیوض باطنی و ظاہری حاصل کئے۔ پھر حکم شیخ بیجاپور تشریف لائے۔ حضرت گنج العلومؒ کی صحبت میں رہ کر آپؒ سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ آپ کا روضہ حویلی محلہ کے قریب پی۔ ڈی۔ جے کالج کے کھیل کے میدان کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ آپ کا عرس ہر سال ۲۲ شعبان کو ہوتا ہے۔

(۶) حضرت شیخ مصطفیٰ جنیدی بن شیخ علی سجادہ نشین و خلیفہ حضرت عین الدین گنج العلوم کو عادل شاہی سلطان محمد عادل شاہ نے ۱۶۳۳ء میں انڈی تعلقہ کے ایک دیہات تانبا میں کچھ زمین درگاہ کے اخراجات و روزمرہ کے خرچ



(1)



(2)

روضہ حضرت پیر شیخ ضیاء الدین غزنیؒ، بیجاپور۔

تصویر (1) اور (2)

کے لئے بطور انعام دی تھی۔ ان کا مزار حضرت کے گنبد کے جانبِ پائین صفِ آخر دروازہ شاک کے قریب موجود ہے۔

(۷) حضرت محمد جُنیدِ سجادہ نشین و خلیفہ حضرت گنج العلوم کو علی عادل شاہ ثانی نے ۷۲۰-۷۶۱ء میں برائے معاش و اخراجاتِ درگاہ کے لئے تانبا دیہات میں کچھ اراضی بطور انعام دی تھی موضع تانباب تعلقہ انڈی، ضلع بیجاپور میں واقع ہے۔

❖❖ حضرت کے تصانیف ❖❖

حضرت گنج العلوم ۱۳۲ کتابوں کے مصنف ہیں۔ حوالہ بُستانِ العارفین ان کی چند مشہور تصانیف کی فہرست حسبِ ذیل ہے

(۱) علمِ تفسیر :- ممالک التزیل، اقراء، واضح، خمائرِ تلقیف،

مخشاف، شرح کشاف، محسوب، تبیان، اور

تالیف وغیرہا

(۲) علمِ قرأت :- رموز، توہین، تحصیل، تکمیل، توضیح،

تفصیل الفواصل، وغیرہا

(۳) علمِ حدیث :- روایت، اشارت، معتمد، وغیرہ

(۴) علمِ کلام :- منظور، مرغوب، وغیرہ

(۵) علمِ اصول :- مہمد، تاسیس، مؤسس وغیرہ

(۶) علمِ فقہ :- اساس الاسلام، اسن مسین، مقہومہ، وغیرہ

(۷) علمِ سلوک :- مصداق، اطوار الابرار، منظر، ترجمہ منظومہ،

شواہدِ مثری، مترجم اقوات الاوقات،

میقات، اوقات جوامع مواعید، تعدید معدود،

شرح سید السادات، عطایا شرح وصایا،

خطبۃ الاطوار وغیرہا

(۸) علمِ نحو :- تلمیح، لہنہ

(۹) علمِ صرف :- تلویح، لقمہ، وزنہ اوزان، وغیرہ

(۱۰) علمِ لغت :- تصحیح مصحح مقرب، اخیاس، مثلث

(۱۱) علمِ انساب :- شجرہ مبارکہ، جمیع الانساب، مجموعہ موجز، وغیرہ

(۱۲) علمِ تاریخ :- ادوار التاریخ، اطباق، اوصاف الحاق التلخیص،

تلخیص طبقات ناصری، وغیرہ

(۱۳) علمِ طب :- اکلیل تکلیل، مرواح، تحفہ مکیف موصاف

(۱۴) علمِ حکمت :- محقق، ملخص، اعجوبہ، جہان بین، جہان نمائی،

عروض وغیرہ

ان کے علاوہ آپ کے دوسرے تصانیف بھی ہیں جن میں سے لغاتِ

فارسی، معدن الاسرار، شرح مخزن الاسرار وغیرہ بہت اہم ہیں۔

تاریخ الحاق میں بہسنی دور کے اہم بادشاہوں کے حالات زندگی

مفصل طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ قاضی منہاج الدین کی مرتبہ کتاب تاریخ

طبقات ناصری کا ضمیمہ یہی تاریخ الحاق ہے۔ جس کو ملحقات طبقات ناصری نام دیا گیا ہے۔ ملحقات میں شیخ عین الدین گنج العلوم لکھتے ہیں کہ کسی نے علاء الدین حسن گنگو بہمنی سے سوال کیا کہ لشکرِ عظیم نہ ہونے کے باوجود اتنی بڑی سلطنت کیسے حاصل کی اور پھر کم مدت میں حکومت کو اتنی وسعت کیسے حاصل ہوئی؟ اور بغیر کسی کی مدد کے عوام اور دور دراز ملکوں کے حکمرانوں اور رعایا کو اپنا فرماں بردار اور مطیع کیسے بنالیا؟ اس پر علاء الدین حسن گنگو نے جواب دیا کہ اس نے مروت اور سخاوت و احسان کو اپنا اصول بنالیا تھا۔ ہر ایک کے ساتھ یہی اپنایا۔ کبھی بھی محض سے کام نہیں لیا۔ انہی عمدہ عادتوں کی وجہ سے ہر ایک حسن گنگو کا مخلص، ہمدرد اور فرمانبردار بن گیا۔

تاریخ فرشتہ جلد اول کا مشہور مورخ ابو القاسم فرشتہ اور طبیبائے بھی اپنی مرتبہ تاریخوں میں بہمنی دور کے واقعات کا حوالہ اسی تاریخ الحاق پر مبنی ہے۔

حضرت ابراہیم زبیری مصنف بساطین السلاطین نے اپنی کتاب میں حضرت گنج العلوم کی طبقات اطوار الامرار اور کتاب الانساب کا تذکرہ کیا ہے۔ اطوار الامرار میں اولیاء و مشائخ کے کمالات و فیوضات و سوانح حیاتِ قلبند کے گئے ہیں۔ کتاب الانساب میں بزرگانِ دین و مشائخ کے انساب بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت ابراہیم زبیری کی دوسری مشہور تصنیف روضۃ الاولیاء بجاپور

میں بھی چند اولیاء کے تعلق سے کتاب الانساب کا حوالہ درج ہے۔ مورخ فرشتہ کی لکھی کتاب گلشنِ ابراہیم کے بارہویں مقالہ کی بنیاد یہی تصنیف قطب الانوار ہے۔ گلشنِ ابراہیم کے آخری باب خیر المجالس اور خیر العارفین کے تحت اولیاء اللہ کے سوانح حیات کے تذکروں کی بنیاد بھی یہی قطب الانوار ہے۔

اب حضرت گنج العلوم کی تصانیف تو نایاب و مفقود ہو چکی ہیں۔ لیکن ان کی تصانیف کے نام و سرخیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جن جن علوم عقلیہ و نقلیہ اور فنونِ لطیفہ پر قلم اٹھایا ہے ان کی روشنی میں آپ کی ذاتِ بابرکت کا اسمِ ہستی یعنی گنج العوم ہونا معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ اپنے وقت کے مفسر بھی ہیں، مفکر بھی! محدث بھی ہیں اور ادیب بھی! فقیہ بھی ہیں اور وجیہ بھی؛ مصنف بھی ہیں اور مؤلف بھی! صوفی بھی ہیں اور درویش بھی! طبیب بھی ہیں اور حکیم بھی! عارف بھی ہیں اور سالک بھی! اور ذکر بھی ہیں اور شاغل بھی اور داعی الی اللہ بھی ہیں اور درس گاہوں کے امام بھی ہیں اور خانقاہوں کی جان بھی! وہ علوم شریعت کے بحرِ یکرال بھی ہیں اور علوم معرفت کے دانائے راز بھی! وہ اپنے وقت کے مجدد بھی ہیں اور مرتبی و مصفی بھی! آپ کو علم عروض و بلاغت پر یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ توکل علی اللہ تعلق مع اللہ کا جیتا جاگتا نمونہ تھے۔

آپ کی ذات والا صفات نے فقیری کی چٹائی پر بیٹھ کر نورِ علم و عرفان سے اندھیرے دلوں میں ایمان کی شمع روشن کر دی۔ انہی مردِ حق کی علمی برکت اور فیضانِ نظر کا اثر تھا کہ جس کی بدولت بڑے بڑے اولیاء کرام اور اقطابِ زمانہ

نے آپ کی بارگاہ سے فیضیاب ہو کر اقطاعِ عالم میں پھیل کر علم و عرفان کے دریا بہادئے کہ جن کی بدولت جہد و تقویٰ خود شناسی و خدا شناسی، اخوت و بھائی چارہ اور خدمتِ خلق کا جذبہ اُجاگر ہوا۔ انہی علمی و قلمی خدماتِ عظیمہ کی بنا پر حضرت عین الدین گنج العلومؒ اور آپ کے خلفاءِ عظام کے احسانات کو دنیاۓ علم و ادب کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ آپ نے اپنی تمام تر خداداد صلاحیتوں اور اپنی پوری توانائیوں اور اپنی زندگی کے ہر لمحہ و ساری متاعِ حیات کو صرف اور صرف اسلام کی سربلندی اور اللہ و رسول کی خوشنودی کی خاطر صرف کر دیا۔

*** حضرت کے کشف و کرامات ***

حضرت گنج العلوم سے کئی کشف و کرامات ظہور پذیر ہوئے ہیں۔

(۱) منقول ہے کہ آپ نے بھری اماوس کی رات اپنے تصرفِ کامل سے چاند کو طلب فرمایا تو وہ چاند آسمان پر نمودار ہوا۔ تمام عوام و خواص نے چاند کو اسی نورانی روشنی کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر مبہوت و متحیر رہ گئے۔ حضرت کی اس کرامت کی وجہ سے ہزاروں لوگوں نے حلقہٴ بگوشِ اسلام و ارادت داخل ہو گئے۔

(۲) حضرت مولانا حبیب اللہ صبغۃ اللہ کے ملفوظ شریف میں تحریر ہے کہ ایک روز حضرت مولانا نے شیخ العالم حضرت مخدوم شیخ عین الدین گنج العلوم قدس برہ کے مزار شریف کی زیارت کے لئے تشریف لائے اور اسی مسجد میں جہاں گنج العلوم اپنی حیات میں نماز ہیجگانہ اور تہجد ادا کرتے تھے وہاں پر حضرت حبیب اللہ

صبغۃ اللہ قدس برہ نے دو گانہ نماز تحیۃ المسجد ادا کئے۔ پھر مزار شریف کے پاس بعد فاتحہ ذکر و شغل و مراقبہ میں مصروف تھے۔ اس وقت مولانا کے دستِ مبارک میں کتاب خاتمہ تھی۔ حضرت نے مراقبہ میں دیکھا کہ حضرت عین الدین گنج العلومؒ سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ شیخ الشیوخ حضرت مولانا حبیب اللہ قدس برہ کے ہاتھ میں حضرت شیخ العالم گنج العلوم کی تصنیف کردہ ایک کتاب تھی جس کو انہوں نے کھولا تو یہ شعر نکلا۔

تا تو نہ رسی شیخ باحق نہ رسی
زیرا کہ میانِ شیخ و حق نیست دوی

جب اس شعر پر مولانا کی نگاہ پڑی تو آپ خوش ہو کر وجد میں آگئے اور فرمائے کہ یہ سب حضرت شیخ العالم عین الدین گنج العلوم کا فیضِ باطنی ہے (۳) مولانا حبیب اللہ صبغۃ اللہ کے ملفوظ شریف میں مذکور ہے کہ شیخ مصطفیٰ صاحبِ سجادہ، شیخ العالم قدس برہ کے جناب میں نہایت خوش اعتقاد رکھتے تھے ایک شب حضرت مولانا کے پاس مرید بننے کے ارادہ سے آئے مگر قریب پہنچے تو انکی اپنی زبان بند ہو گئی اور اپنی آمد کا مقصد بیان نہ کر سکے۔ اس وقت حضرت مولانا کے دستِ مبارک کی پشت پر ایک ستارہ چمکتا ہوا دیکھے۔ شیخ مصطفیٰ قدس سرہ نے پوچھا کہ یہ جو نظر آتا ہے کیا ہے؟ حضرت مولانا نے کچھ نہ کہا۔ مگر اسی شب حضرت شیخ مصطفیٰ قدس سرہ نے خواب میں دیکھا کہ

حضرت شیخ العالم نے حضرت شیخ مصطفیٰ قدس سرہ کے جسم کے خرقہ کو پکڑ کر فرما رہے ہیں کہ ”اگر تو جانا چاہتا ہے تو جا، ہمارا خرقہ ہمیں لوٹا دے۔“ حضرت شیخ مصطفیٰ فرماتے ہیں کہ میں حضرت شاہ صبغۃ اللہ کے طالبوں میں سے ہوں اور حضرت شیخ العالم سے روحانی طور پر میری قبولیت ہوئی ہے۔

(۴) حضرت شیخ مصطفیٰ قدس سرہ اپنے شجرہ میں لکھتے ہیں کہ وہ بچپن میں قاضی عبداللطیف کے پاس علوم دینی کا درس لیتے تھے ایک روز قاضی صاحب کے یہاں دیر سے پہنچے۔ قاضی صاحب نے ناراض ہو کر حضرت کی جانب متوجہ نہیں ہوئے تو حضرت مصطفیٰ قدس سرہ آزرده خاطر ہو کر درس میں شریک ہوئے بغیر واپس ہو گئے۔ اسی شب قاضی صاحب نے خواب میں حضرت شیخ العالم کو دیکھا جو قاضی صاحب سے فرما رہے تھے کہ ہمارا فرزند تمہارے پاس طلب علم کے لئے آتا ہے اور تم لا پرواہی کرتے ہو اور لحاظ نہیں رکھتے۔ حضرت قاضی صاحب پریشان ہو کر نیند سے بیدار ہوئے اور اپنے شاگرد کی طرف توجہ کرنے لگے اور بڑے ہی انہماک کے ساتھ تعلیم دینے لگے۔

(۵) حضرت گنج العلوم قدس سرہ ۱۲۷۷ جمادی الآخر ۱۰۹۵ھ کو دارِ فانی سے دارِ جاودانی کی طرف واصل حق ہوئے۔ اور اپنی دختر نیک اختر حضرت خندماں حافظہ کے مزار کے قریب مدفون ہوئے۔ ایک روز ایک بزرگ شخص حضرت کی زیارت کے لئے آئے اور آدابِ زیارت بجالائے آپ کے بازو حضرت خندماں حافظہ صاحبہ کا مزار دیکھ کر خیال کئے کہ شاید وہ مزار حضرت کی زوجہ محترمہ کا ہو۔ پس یہ بات صاحبِ مزار حضرت گنج العلوم کو ناگوار گزری اور اسی شب اپنے

ایک خادم کے خواب میں تشریف لا کر فرمائیے کہ ہم یہاں سے نقل مقام کرتے ہیں اور دوسرا مقام جہاں اب مرقد شریف ہے کو بتاتے ہوئے فرمائے کہ یہاں ہماری مزار کا نشان بناؤ۔ خادم نے کہا کہ ہمیں یہ کیوں کر معلوم ہو کہ آپ نقل مقام کئے ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ ہم نے جس مقام کی نشان دہی کی ہے وہاں شب میں پانچ گھڑے پانی بھر کر چار کونوں پر چار گھڑے اور درمیانی حصہ میں ایک گھڑا رکھ دو۔ صبح سویرے تم ان گھڑوں کو پھولوں سے بھرے ہوئے پاؤ گے تو تم یقین کرنا کہ ہم وہاں منتقل ہو گئے ہیں۔ حسبِ حکم پانی کے گھڑے رکھ دیئے گئے اور صبح دیکھا گیا کہ پانی کی بجائے گھڑوں میں پھول بھرے ہوئے ہیں۔ پھر اسی مقام پر حضرت کا مزار تعمیر کیا گیا۔

(۶) منقول ہے کہ جو کوئی کند ذہن و کم عقل، کمزور حافظہ رکھتا ہو اور گونگا ہو ہکلاتا ہو تو اگر چند ہفتوں تک مسلسل آپ کے مزار سے متصل شیریں شے رکھ کر نوش کرنے سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ ذکی و ذہین ہو جاتا ہے۔ اور اپنی مرادیں پاتا ہے۔

(۷) نقل ہے کہ ایک روز سلطان عالمگیر اورنگ زیب کے ہمراہیوں میں سے ایک عالم پالکی میں سوار ہو کر جب آپ کے آستانہ کے قریب سے گذرا تو اس نے دریافت کیا کہ یہ کس بزرگ کی قبر ہے تو امراء نے کہا کہ یہ حضرت گنج العلوم قدس سرہ کا روضہ ہے۔ اس عالم نے اپنے علم و دانش کے غرور میں کہا کہ میزانِ وازان پڑھ کر گنج العلوم کہلانا آسان ہے۔ اسکی زبان سے یہ جملہ نکلا ہی تھا کہ وہ بے چینی و بے قراری محسوس کرنے لگا اور ایسا لگا کہ اس کے سینہ سے تمام علم

غائب ہو چکا ہے۔ فوراً آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر رونے و چلانے لگا اور یا گنج العلوم، یا گنج العلوم کہتے ہوئے اپنی غلطی پر نادم ہو کر معذرت چاہا اور اُسے ایسا محسوس ہوا کہ اس کا سارا علم اس کے سینہ میں دوبارہ لوٹ آیا تو وہ خدائے علیم و خبیر کا شکر بجالاتے ہوئے وہاں سے واپس ہوا۔

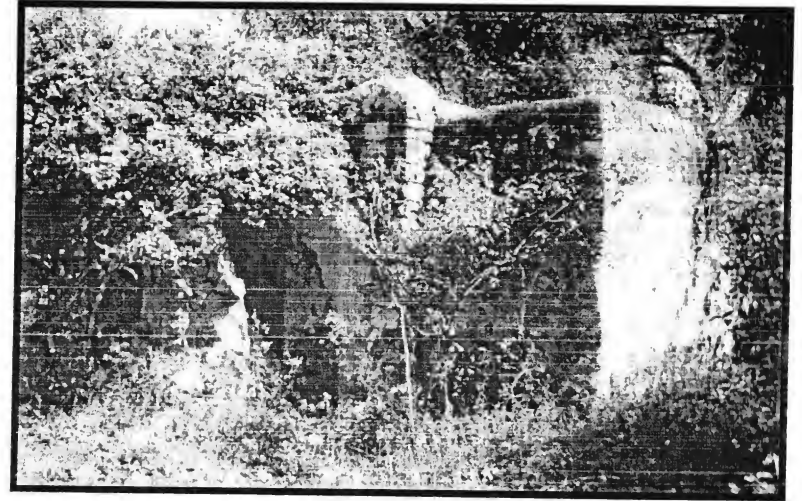
حضرت گنج العلومؒ کی وفات

حضرت عین الدین گنج العلوم قدس سرہ بتاریخ ۱۲ جمادی الآخر ۷۹۵ھ مطابق ۱۳۹۲ء میں بمقام بجاپور اس دارِ فانی سے دارِ جاودانی کی طرف واصل بحق ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بوقت انتقال آپ کی عمر شریف نو (۹۰) سال تھی اور بیس پر آپ مدفون ہوئے آپ کے انتقال کے کئی سال بعد بمسنی حکمران علاؤ الدین ہمایوں شاہ (۷ / مئی ۱۳۵۸ء تا ۱۲ ستمبر ۱۳۶۱ء) کے زمانہ میں وکیل السلطنت و طرفدار بجاپور (صوبدار) ملک التجار خواجہ محمود گاواں نے حضرت عین الدین گنج العلوم کی مرقد پر گنبد تعمیر کروایا۔ حضرت کا یہ روضہ شہر دار لظفر مدینۃ الاولیاء بجاپور میں ابراہیم پور دروازہ (فتح دروازہ) کے قریب انجمن کالج کے روبرو زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔ آپ کے لقب ”گنج العلوم“ کی مناسبت سے اور اس کے فیضان کرم سے آپ کے روضہ کے اطراف و اکناف دینی و دنیوی درسگاہوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ حضرت کے روضہ کے مشرقی سمت میں انجمن اسلام کے تحت چلنے والے کالجس میں سے انجمن جو نیر کالج باز، انجمن جو نیر کالج گرلز، انجمن پرائمری اسکول، انجمن ہائی

اسکول، انجمن ڈگری کالج، انجمن لاء کالج، پالی ٹیکنک کالج، انجمن ٹی ایڈ کالج انجمن ڈی ایڈ کالج، حضرت خواجہ امین الدین اعلیٰ عربی مدرسہ وغیرہ قائم ہیں اور جنوبی سمت میں مدرسہ جامعۃ المؤمنات، پی۔ ڈی۔ جے کالج، وغیرہ شامل ہیں، جنوب میں گورنمنٹ پالی ٹیکنک کالج، گورنمنٹ ایور ویدک کالج، گورنمنٹ ہائی اسکول، ٹی۔ سی۔ ایچ کالج، اور قلعہ کے بیرونی کنارہ پر شمس اسکول قائم ہیں۔ شمال میں مرہٹی ہائی اسکول، دھن و نتری ہاسپٹل وغیرہ قائم ہیں گویا مذکورہ بالا تمام علمی مراکز میں پڑھنے والے طلبہ و طالبات آپ ہی کے فیضان علم سے سیراب ہو رہے ہیں۔ یہ علمی فیضان بشکل زندہ کرامت جاری و ساری رہیگا۔

آپ کے روضہ اطہر پر روزانہ بلا تفریق مذہب و ملت زائرین کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ کیا ہندو، کیا مسلم، کیا سیکھ، کیا عیسائی، ہر کوئی اپنی اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کر کے اپنی اپنی مرادیں پاتے ہیں۔

آپ کی گنبد کے سامنے جنوب مغربی حصہ میں آپ ہی کے زمانہ کی ایک پرانی مسجد موجود ہے جہاں پر حضرت گنج العلوم روزانہ تہجد اور ہجگانہ نماز ادا کیا کرتے تھے۔ یہ مسجد آج بھی پنج وقتہ نمازیوں سے بھری رہتی ہے۔ اس مسجد کے جنوبی رخ میں کچھ فاصلہ پر حضرت کے مراقبہ کا حجرہ شریف تہہ خانہ کی صورت میں آج بھی موجود ہے اور یہ بات زبان زد عام و خواص ہے کہ یہ حجرہ حضرت کا مراقبہ گاہ خاص تھا۔ گنبد کے سامنے حضرت کے دو ملی بیوں کے مقابلہ میں اور مشرقی جانب حضرت کی دختر بی بی خوند ماں



حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم جُنیدیؒ کے مراقبہ (چلہ) کی جگہ



حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم جُنیدیؒ کے سواری کے بیل باندھنے کی جگہ

حافظ کی قبر ہے اور اطراف خلفاء و عزیزوں کے مزارات مبارک ہیں۔ یہ بات مشہور ہے کہ درگاہ کے مشرقی جانب انجمن کالج کے احاطہ میں حضرت کے زمانہ کی ایک بہت بڑی باولی ہے جو ہمیشہ پانی سے لبریز رہتی ہے۔ اس باولی کے مغربی کنارے پر پرانے پتھروں کے لمبے لمبے لاٹوں سے بنایا ہوا ایک چھوٹا سا صحن ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس صحن میں حضرت کا بیل باندھا جاتا تھا جس سے وہ ہمیشہ سواری کا کام لیتے تھے۔

حضرت کا عرس شریف

حضرت کا عرس شریف ہر سال ۲۷ جمادی الآخر کو بڑے ہی تزک و احتشام کے ساتھ عزت مآب جناب صوفی میر سید شاہ جعفر محی الدین حسینی قادری المعروف جہانگیر پاشاہ، خطیب، جامع مسجد و کئی عید گاہ، بیجاپور متولی حضرت عین الدین گنج العلوم کچھ عرصہ قبل تک انجام دیتے رہے، آپ کا انتقال بتاریخ یکم جمادی الآخر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۹ جولائی ۲۰۰۴ء، بروز دوشنبہ ہوا ہے۔ اب آپ کے فرزند کااں حضرت سید احمد عرف مبین خطیب متولی ہیں اور اس ذمہ داری کو بے غلطی انجام دے رہے ہیں۔

عرس شریف میں علماء و مشائخ و ہندو مسلم و مرہٹہ شرکت کر کے آپ کے فیضانِ ارم سے فیض یاب ہوتے ہیں اور حضرت صوفی سید شاہ جعفر محی الدین قادری المعروف جہانگیر پاشاہ، خطیب و متولی ہار گاہ کی اہلیہ محترمہ سیدہ ام سلمیٰ صاحبہ عرفہ امیرین خطیب حضرت گنج العلوم کی آل سے ہیں۔

حضرت سید احمد قادری برقعہ پوش رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید احمد قادری برقعہ پوش رحمۃ اللہ علیہ، بجاپور کے معروف سادات بزرگوں میں سے ہیں۔ آپ کے آستانہ کے سجادہ نشین حضرت سید شاہ محمد شہزادہ قادری عرف ساجد پیراں برقعہ پوش سے شرف ملاقات کے بعد پتہ چلا کہ آپ جنیدیہ سلسلہ کے معروف بزرگ شیخ خواجہ مخدوم جنیدی بزرگ کر جگی کی آل سے ہیں حضرت شیخ خواجہ مخدوم جنیدی کی پوتی بی بی خدیجہ ماں صاحبہ حضرت سید احمد قادری کی زوجہ تھیں۔ روایت ہے کہ حضرت سید احمد قادری جب کر جگی تشریف لے آئے تھے اُس وقت گاؤں میں پانی کی سخت قلت تھی۔ لوگ قطرہ پانی کو ترس رہے تھے۔ آپ کے دست تصرف اور روحانی توجہ سے پانی کا چشمہ جاری ہوا۔ اور لوگ سیراب ہوئے۔ آپ کے خسر محترم نے اس کرامت کو دیکھ کر چند تحائف دینے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے اُس کے جواب میں فرمایا کہ ”حضرت محترم آپ کو مجھے کچھ دینے کی ضرورت نہیں، تعلقات کو قائم رکھنے کے لئے آپ کی اولاد میں آئندہ جس گھر میں بچہ پیدا ہو تو اُس نو مولود کو لیکر ہمارے آستانے پر آتے رہیں۔“ پھر برقعہ پوش رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر نو مولود کو لا کر بال کتروانے کی رسم چل پڑی۔ کر جگی کے جنیدیہ خاندان میں آج بھی یہ رسم جاری ہے۔



حضرت شیخ بڑے جنیدی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عین الدین گنج العلوم کے ہم جد کا ایک سلسلہ موضع گھیر ڈی تعلقہ ساگولہ مہارا شتر میں موجود ہے۔ وہاں پر جنیدیہ سلسلے کے ایک بزرگ حضرت شیخ بڑے جنیدی آسودہ خاک ہیں۔ جن کا صندل و عرس شریف ہر سال محرم کی ۱۲ تاریخ کو منایا جاتا ہے۔ رسم صندل مالی اُنہی کے خاندان کے افراد کے ہاتھوں انجام پاتی ہے۔ آپ کی اولاد، گھیر ڈی، بجاپور، مہار شتر، کرناٹک اور ہندوستان کے دیگر مقامات و بیرونی ممالک میں پھیلی ہوئی ہے۔



آستانہ حضرت شیخ بڑے جنیدی،
موضع گھیر ڈی، تعلقہ ساگولہ، ضلع ہالہ، مہار شتر

اغلاط و تصحیحات

صفحہ نمبر	سطر نمبر	اغلاط	تصحیح
۱	۱	اولیاء اللہ	اولیاء اللہ
۹	۳	لازونیاز	رازونیاز
۱۰	۳	والصلوة والسلام	والصلوة والسلام
۱۰	۳	سید الانبیاء والمرسلین	سید الانبیاء والمرسلین
۱۰	۳	جوہرے پارے	جوہر پارے
۱۰	۳	دن	دین
۱۶	۱۰	نشر نگاروں	اردو نشر نگاروں
۱۶	۲۰	اور اردو زبانوں پر محیط ہیں	اور اردو پر محیط
۱۷	۵	اردو نشر	اردو نشر
۱۸	۱	مستقبل میں کے لئے	مستقبل میں
۱۸	۱	حاصل ہوئی	حاصل ہوئی
۲۰	۹	ذات والا صفات	ذات والا صفات
۲۸	۷	حُسنی	حُسینی
۳۷	۱۰	لڑکا	لڑکا
۴۲	۹	العروف	المعروف
۴۳	۱۳	العروف	المعروف
۴۴	۱۵	قرآن	قرآن
۴۶	۱۰	ذالقعده	ذی القعدہ
۴۸	۹	مسکراہٹ	مسکراہٹ
۵۲	۴	تانیاد بیات	تانیاد بیات
۵۲	۱۱	وغیرہا	وغیرہ
۵۵	۵	خداداد	خداداد
۵۶	۲	باروہیں	باروہیں



الحاج چودھری راجہ حسن صاحب

- پیدائش: ۶ / جون ۱۹۳۷ء
- تعلیم: ایم۔ اے (معاشیات) ایم۔ اے (اُردو و فارسی)
 بی۔ ایڈ، کرنٹلک یونیورسٹی، دھارواڑ
- لکچرار (وظیفہ یاب) انجمن پی۔ یو۔ کالج، بیجاپور
- ★ ٹرسٹی کملا بائی پاٹل میموریل ایجوکیشنل ٹرسٹ، بیجاپور
- ★ ٹرسٹی این۔ ایم۔ بی۔ ایم، ی اینڈ سی ٹرسٹ، بیجاپور
- تصنیف: مختصر سوانح حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم
- زیر طبع: ★ ادھونی (امتیاز گڑھ) تاریخ کے آئینہ میں
- ★ سوانح مجاہد آزادی ہند حضرت بال سنگ استاد
- ★ اولیاء بیجاپور